جب تک جہاں کہیں بھی کافر غالب اور مسلط ہو اور مسلمان مغلوب ہو۔ تب تک جہاد فرض ہے!

یہ جہاد پہلے بھی الحاد و فساد کے خلاف، تمام عالمِ اسلام کا جہاد تھا، اور اب بھی پوری اُمّتِ مسلمہ کا جہاد ہے۔ (الحاج مولوی جلال الدین "حقانی")

ماهنامه

نصرت الجهاد

جنوری ۱۹۹۱ء

الحاج جلال الدین "حقانی" پریس کانفرنس سے خطاب فرما رہے ہیں

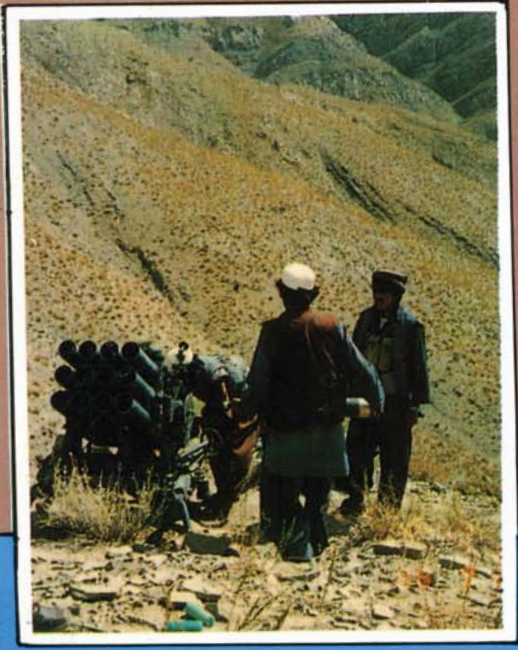

موجودہ حالات میں انتخابات بر عمل درآمد دشوار اور مشکل ہے

الحاج "حقانی"

افغانستان میں جو بھی حکومت تشکیل دی جائے گی، جن پردوں میں آئے گی، جس نام سے آئے گی، جب تک علماء اُس پر اطمینان کا اظہار نہیں کریں گے۔ ہم اُس کے خلاف لڑتے رہیں گے!

حمد

ہو لب پہ مرے صبح و مسا نام خدا کا
معبود ہے جو سب کا زمانے کا ہے داتا

اس نے ہی کیا نصب پہاڑوں کو زمیں میں
دامانِ فلک اس نے ستاروں سے سجایا

ہیں حکم کے پابند نباتات و جمادات
گر اذن نہ ہو اس کا تو پتہ نہیں ہلتا

اس نے ہی کھلائے ہیں گلستاں میں شگوفے
اس نے ہی پرندوں کو فضاؤں میں اڑایا

لہراتا ہے بادل کے پھریروں کو فضا میں
جب حکم وہ دیتا ہے تو پانی ہے برستا

کرتا ہوں میں قدرت کی ہر اک شے کا نظارا
اس نے ہی مرے قلب کو آئینہ بنایا

سینوں کے ہر اک راز سے وہ ذات ہے واقف
خاموش نگاہوں کا وہ مطلب ہے سمجھتا

رہتا ہے مرے ساتھ سفر ہو کہ حضر ہو
میں خود کو کسی حال میں تنہا نہیں پاتا

اس نے کی عطا حضرتِ انساں کو تکریم
اس نے ہی شرف احسنِ تقویم کا بخشا

حرفِ ظاؔ کو سکھاتا ہے نئے حمد کے انداز
اس نے ہی قلم کا اسے اعجاز ہے بخشا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمد شاہ ((اوریا)) وحدت یار
Ahmad Shah Vahdat Yar

ماہنامہ

نصرت الجہاد

جنوری ۱۹۹۱ء

بانی : الحاج مولوی جلال الدین حقانی

چیف ایڈیٹر ـــــ الحاج عبدالباری شہرت ننگیال
مدیر ـــــ الحاج سید عبداللہ

سال تاسیس : ۱۴۱۱ ھ ق ، ۱۳۶۹ ھ ش ، ۱۹۹۰ء

جلد نمبر ۱ - شمارہ نمبر ۳ - مسلسل نمبر ۳ - جنوری ۱۹۹۱ء - جمادی الثانی ۱۴۱۱ ھ ق ، جدی ۱۳۶۹ ھ ش

اس شمارے میں

۱- اداریہ
۲- افغانوں نے ثابت کر دکھایا....
۳- افغان علماء اور کمانڈروں کی شوریٰ ....
۴- افغان کمانڈوں اور علماء کی .....
۵- اقوام متحدہ کی منظور کردہ قرارداد...
۶- نجیب بوریا بستر سمیٹ رہا ہے ۔
۷- نجیب سے کسی بھی صورت .....
۸- جہادِ افغانستان کی بارھویں سالگرہ....
۹- روسی جارحیت کی مذمت .....
۱۰- افغان مسئلہ کا پس منظر.....
۱۱- آپ ! جناب ....
۱۲- بابری مسجد کی آڑ میں ...
۱۳- تبصرۂ کتب
۱۴- دو چار گام جب کہ لب بام رہ گئے
۱۵- شہید "لعل نما"
۱۶- حکمت جہاد فی سبیل اللہ
۱۷- حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۸- ایڈیٹر کے نام خطوط
۱۹- اخبارِ جہاد
۲۰- شہداء

پتہ :-
ماہنامہ "نصرت الجہاد"
پوسٹ بکس نمبر ۱۰۳۳
یونیورسٹی ٹاؤن ۔ پشاور ۔ پاکستان

بدل اشتراک

سالانہ چندہ : -/۱۰۰ روپے
ششماہی : -/۵۰ روپے
فی پرچہ : -/۸ روپے

بیرونی ممالک
سالانہ ـــ ۳۰ ڈالر

اداریہ

علماء اور کمانڈروں کی شوریٰ ـــــ نئی امیدیں

اسلام میں "شوریٰ" بڑی اہمیت کی حامل ہے امور مملکت ہو یا دیگر اجتماعی معاملات، باہمی "شوریٰ" کے ذریعے انتہائی خوش اسلوبی سے طے پا جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی مسلمانوں کے اپنے معاملات ایک دوسرے کے ساتھ باہمی صلاح مشورے سے طے اور حل کرنے کی ہدایت کی ہے (وَ شوریٰ بینھم القرآن) شوریٰ کے ذریعے جو بھی فیصلے کئے جاتے ہیں اُس پر عمل درآمد کرنے سے ضرور کامیابی حاصل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس طریقے پر عمل پیرا ہونا ارشاد خداوندی کے عین مطابق ہے قرآن میں ایک جگہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا ہے کہ (وَشَاوِرھُم فِی الامر) یعنی کہ اُن سے سبھی معاملات میں مشورہ کرو۔ اسی بناء پر اگر مسلمان خودسری و انانیت چھوڑ کر اُن سے متعلق معاملات و واقعات میں اپنے دیگر بھائیوں سے مشورہ کریں اور صلاح مشوروں کے نتیجے میں کسی فیصلے پر پہنچ جائے تو ان مشترکہ اور اجتماعی فیصلوں کے اچھے، حسب دلخواہ اور مفید نتائج اخذ ہونے کی بجا طور پر توقع کی جاسکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے افغان مجاہد عوام کے جید علماء کرام اور جیالے فیلڈ کمانڈر صاحبان اب اس نتیجے پر پہنچ گئے ہیں کہ افغانستان کے مستقبل کے بارے میں (شوریٰ) ہی کے ذریعے فیصلے کرنے چاہئیں۔ ورنہ اس کے بغیر ان کے ۱۲ سالہ جہاد کے نتائج و ثمرات ان کے ہاتھوں لگنے کی بجائے ضائع ہوتے اور دشمنوں کی جھولی میں چلے جانے کا احتمال ہے۔ ۲۴ دسمبر کو پشاور کے قریب پبی میں اسی حوالے سے علماء کرام اور کمانڈر صاحبان کی (شوریٰ) کا ایک مشترکہ اجلاس ہوا جس میں جہاد کی موجودہ صورت حال اور افغانستان کی مستقبل کی حکومت کے بارے میں

جناب کمانڈر الحاج جلال الدین حقانی اور جناب مولوی عبداللہ ذاکری صاحب نے ولولہ انگیز تقریریں کیں اجلاس میں مسئلہ افغانستان کے ممکنہ حل کے سلسلے میں مجاہدین کے موقف پر مبنی ایک قرار داد بھی منظور کیا گیا جو قابلِ ستائش ہے۔

قرار داد میں کہا گیا ہے کہ مجاہدین باہر سے مسلط کردہ کوئی بھی حل ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں، نجیب اور اس کے نمائندوں کے ساتھ مخلوط حکومت کو ہرگز قبول نہیں کریں گے اور نیز ایسے عام انتخابات میں ہرگز شرکت نہیں کریں گے جس میں روسی مزدور کٹھ پتلی کیمونسٹ انتظامیہ یا افراد کو انتخابات میں حصہ لینے کا حق حاصل ہو۔

سچ تو یہی ہے کہ افغانستان میں مجاہدین کے ہاتھوں ایک اسلامی حکومت کے قیام کے سوا افغان مسئلے سے متعلق دوسرا کوئی بھی حل انصاف کے تقاضوں کے منافی ہے کیا یہ انصاف ہوگا کہ جن لوگوں نے افغان مسلمان عوام کا خون بہایا انہیں شہید کردیا۔ ان کے معصوم بچوں کو یتیم کردیا۔ گھر بار چھوڑنے اور ہمسایہ ملکوں میں کسمپرسی اور مصائب و آلام بھری زندگی گذارنے پر مجبور کردیا۔ انہی لوگوں کو اس عوام کے مستقبل کے تعین کے لئے انتخابات میں شریک ہونے کا حق دیا جائے؟ کیا یہ بھی انصاف ہوگا۔ کہ یورپ میں عیش و عشرت کی زندگی گذارنے والے وہ افراد جو کبھی بطور ہجرت و جہاد میں شریک بھی نہ رہے اور نہ ہی عوام کی مصیبت اور درد دکھ میں شرکت کی۔ اب افغان شہید پرور عوام پر مسلط کئے جائیں اور انہیں یہ اختیار دیا جائے کہ ان کے مستقبل کو داؤ پر لگائے نہیں، ہرگز نہیں نہ یہ انصاف ہے اور نہ ہی انصاف کا تقاضا جو لڑتے ہیں وہ مرتے ہیں، جس قوم نے اپنے دین و وطن کی خاطر قربانیاں دی ہیں وہی اپنے مستقبل کے تعین کے حقدار بھی ہیں

افغان مجاہد قوم، کمانڈروں کی عمومی شوریٰ اور علماء کی شوریٰ سے نیک توقعات رکھتے ہیں۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو وہ دن دور نہیں کہ افغان عوام اپنے بارہ سالہ جہاد کے ثمرات سے خود فیض یاب ہوں

اس سے پہلے بھی کئی "شوریٰ" اور اتحاد عمل میں آچکے ہیں لیکن جس خلوصِ نیت، پاک دلی اور دل سوزی سے جو یہ "شوریٰ" تشکیل دی گئی ہے

اس کی مثال نہیں ملتی

جہاد افغانستان ایک حساس، نازک اور تاریخی دور سے گزر رہا ہے روس افغانستان سے بھاگ نکلا ہے، نجیب اور اس کے ساتھی فرار ہونے والے ہیں۔ اور وہ اپنا بوریا بستر سمیٹ رہے ہیں۔ روس کی اقتصادی حالت خراب ہے اور روسی بھیک مانگنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ مجاہدین نے اپنی فتوحات کا دامن وسیع کر کے نجیب انتظامیہ کا دائرہ اختیار تنگ کر دیا ہے۔ افغان مجاہد عوام اپنی منزل کی آخری سیڑھی پر قدم رکھنے والے ہیں۔ بس ایک رکاوٹ عبور کرنا باقی ہے اور وہ رکاوٹ یہ ہے کہ جہادی راہنما آپس میں اختلافات پس پشت ڈال کر ایک متحدہ قیادت آگے لانے پر رضامند ہو جائیں۔ جیسا کہ علماء و کمانڈروں کی شوریٰ میں جناب الحاج جلال الدین حقانی نے کہا ہے کہ اس شوریٰ کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ جہادی تنظیموں کے راہنماؤں پر دباؤ ڈالا جائے کہ وہ ایک واحد قیادت کی اطاعت پر تہہ دل سے راضی ہو جائیں۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس (شوریٰ) کو اپنے شرعی مقاصد میں کامیابی سے ہمکنار فرمائے۔ تاکہ جہادی راہنما بقائے اسلام اور ہمارے پندرہ لاکھ شہیدوں کی آرزوؤں اور ارمانوں اور مصیبت زدہ عوام کی امنگوں کی تکمیل کی خاطر قربانی دے کر افغانستان کے مستقبل کے تعین کے لیئے ایک واحد قیادت پر رضامند ہو جائیں۔ آمین۔ ثمّ آمین

خصوصی انٹرویو

افغانوں نے ثابت کر دکھایا کہ :

جنگ میں اسلحہ اور پیسہ مؤثر نہیں

ایمانی طاقت، عزمِ راسخ اور شجاعت مؤثر قوّت ہے

(الحاج حقانی)

سوال: امید ہے عرب ممالک کے دورے اور اس کے نتائج و مقاصد کے بارے میں کچھ فرمائیں گے ؟

جواب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ط

میرا یہ دورہ عمرہ کی ادائیگی کے لئے تھا لیکن عمرہ ادا کرنے کے بعد مجھے عرب ممالک کے اعلیٰ سرکاری حکام، علمی شخصیتوں اور وہاں مقیم افغان باشندوں سے ملاقاتوں کا موقعہ ملا۔ اس دوران بعض اجتماعات اور اجلاسوں سے خطاب کرنے کا بھی موقعہ ملا جہاں افغان جہاد اور مجاہدین کی موجودہ صورت حال کے بارے میں تفصیل سے انہیں معلومات فراہم کیں میں نے اُن پر واضح کیا کہ افغان مومن عوام کا جہاد اب بھی روسی مزدوروں (خلق و پرچم) کے خلاف اسی طرح جاری ہے جس طرح روسیوں کے خلاف جاری تھا۔ یہ جہاد پہلے بھی الحاد و فساد کے خلاف، تمام عالم اسلام کا جہاد تھا اور اب بھی پوری امت مسلمہ کا جہاد ہے جس طرح پہلے سب مسلمانوں پر اس جہاد کی مدد و حمایت فرض تھی اب بھی اُسی طرح اُن پر اس جہاد کی امداد و حمایت کرنا فرض ہے ہماری توقع ہے کہ امتِ مسلمہ اس راہ میں ہمیں تنہائی کا احساس نہیں دلائے گی اور ہر سطح پر ہماری ہر قسم کی امداد و حمایت جاری رکھے گی۔

میں نے اس دوران خلیج کے بحران کا قریب سے جائزہ لیا۔ کویت پر عراق کا حملہ، وہاں کے تمام تر وسائل و دولت پر قبضہ، لوٹ مار اور کویت کو عراق کا صوبہ بنانے کے اقدام نے عرب ممالک کے باشندوں پر بڑا گہرا اثر کیا ہے۔ وہ بڑی تشویش اور اضطراب میں مبتلا ہیں۔

میں نے وہاں جن مجالس و محافل میں شرکت کی ان میں اپنے اظہار خیالات کے دوران لوگوں پر واضح کیا کہ آپ کو افغانستان کے مومن عوام کے جہاد اور مقاومت و مزاحمت سے درس عبرت لینا چاہیئے، افغان مجاہد عوام نے نہتے ہاتھوں مگر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھ کر ایمان کی قوت سے روس جیسی دنیا کی ایک بڑی مادی اور طاغوتی طاقت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

جہاد کے آغاز میں ہمارے پاس کسی قسم کا اسلحہ موجود نہیں تھا۔ مگر اللہ تبارک و تعالیٰ کی نصرت و مدد، قوی ایمان، عزم راسخ اور ٹھوس ارادے پر تکیہ کرتے ہوئے قلیل مدت میں اتنا اسلحہ غنیمت کے طور پر دشمن سے چھین لیا کہ اسی اسلحہ کی بدولت دشمن ہی

کامقابلہ کرسکے اور جب روسیوں نے افغانستان پر یلغار کیا تو ہماری قوت مزاحمت اور بھی مضبوط ہوگئی تھی۔ چنانچہ روسی افواج کو افغانستان سے نکل بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔ اور اب ان کے مزدور چند ایک بڑے شہروں اور مراکز میں مجاہدین کے ہاتھوں محصور پڑے ہیں۔ انشاء اللہ وہ دن دور نہیں کہ یہ شہر اور مراکز بھی مجاہدین کے ہاتھوں فتح ہوں گے۔

آپ تو ہماری طرح اسلحہ اور وسائل وذرائع سے محروم نہیں تھے آپ کے پاس بے تحاشا دولت ہے۔ جس کے ذریعے آپ ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرنے کی تیاری کرسکتے تھے لیکن افسوس کہ آپ اپنی دولت غیر ضروری اشیاء اور عیش وعشرت کے کاموں پر خرچ کرتے اور انتہائی غفلت سے اپنا وقت ضائع کرتے رہے۔

عین ممکن تھا کہ آپ وقت پر قوم کی دولت کو مناسب جگہ خرچ کر کے جدید ہتھیاروں سے لیس ایک اسلامی فوج تشکیل دیتے جو ضرورت کے وقت اسلام اور اسلامی سرزمین کی حفاظت اور دفاع کرتی۔ مگر آپ نے یہ دولت بڑی بڑی عمارتوں کی تعمیر، غیر ضروری اشیاء اور سیر وسیاحت میں صرف کی۔ اگر آپ ایک تربیت یافتہ اور منظم فوج کی تشکیل کا فریضہ انجام دیتے تو اب اسلامی سرزمین اور مقامات مقدسہ کی حفاظت کے لئے امریکہ، فرانس، انگلستان اور.... سے فوجیں بلانے پر مجبور نہ ہوتے۔

جنگ کا خطرہ جو آج آپ کے ممالک کی سرحدوں پر دستک دے رہا ہے آپ کو چاہیئے تھا کہ اس خطرے سے نمٹنے اور اسلامی سرزمین کی حفاظت کے لئے اسلامی ممالک بالخصوص افغانستان کے مجاہدین، مصر، پاکستان، ترکی وغیرہ سے اسلامی افواج بلاتے اور ان سے مقدس مقامات کی حفاظت کا کام لیتے نہ کہ غیر مسلم افواج کو بلالیا۔ ہم نے ان سے کہا کہ کفری طاقتیں تو اسلام اور مسلمانوں ہی کو اپنا واحد دشمن سمجھتی ہیں وہ کسی لالچ و مقصد کے بغیر ہرگز مسلمانوں کی امداد نہیں کرتی بلکہ وہ تو اس کوشش میں لگی ہوئی ہیں کہ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کے درمیان دشمنی اور نفاق پیدا کرے، اختلافات کو مزید ہوا دیں، ان کے درمیان نئے تنازعات اور مسائل پیدا کریں تاکہ اس کے ذریعے کفری طاقتوں کو ان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کے مواقع میسر آجائیں۔

سوال: نجیب نے گذشتہ ماہ جنیوا کا دورہ کیا۔ جس کے دوران بعض جہادی رہنماؤں سے ملاقات کرنے کا دعویٰ بھی کیا۔ نجیب کے دورہ جنیوا اور مذکورہ ملاقات کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟

جواب: اگرچہ نجیب کے جنیوا دورے کے دوران میں یہاں موجود نہیں تھا۔ اور پوری صورت حال سے مجھے آگاہی حاصل نہیں لیکن اس سلسلے میں پہلے سے روسی حالات سازگار کرنے کے لئے سرگرم عمل تھے۔ ایرانی کونسل نے کابل مزدور رژیم اور بعض اُن ضعیف الارادہ مسلمانوں جو اپنے آپ کو صفِ جہاد میں شریک جلوہ قرار دے رہے ہیں کے درمیان ثالثی کی ذمہ داری اپنے

کندھوں پر لی تھی۔ اس سلسلے میں منصوبہ یہ تراشا گیا تھا کہ امکان کی صورت میں دونوں فریق براہِ راست بات چیت کریں۔ شاید بعض راہنماؤں کا دورہ ایران بھی اس منصوبے کی ایک کڑی تھی۔ لیکن جہاں تک اس منصوبے پر عمل درآمد کا تعلق ہے ابھی تک حالات کا مکمل پیرایہ روشن نہیں۔ جہاں تک پیر سید احمد گیلانی اور نجیب ملاقات کا تعلق ہے تو شواہد بتاتے ہیں کہ اس بارے میں کچھ ہوا ہے، چنانچہ (بی۔ بی۔ سی) سے ان دونوں کے انٹرویوز شائع ہونے سے بھی کسی حد تک یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے، ہو سکتا ہے دیگر رہنماؤں کے نمائندوں سے نجیب کی ملاقات ہو چکی ہو۔

بہر حال نجیب کے دورہ جینوا اور واپسی پر ایران میں اس کے قیام کا مقصد واضح ہے نجیب چاہتا ہے کہ ایک تو ان کوششوں کے ذریعے دنیا والوں کے ذہنیتوں کو بدلے دوسرے یہ کہ وہ افغان جو ملک سے باہر چلے گئے ہیں اور جہاد میں حصہ نہیں لے رہے ہیں یا اگر کسی حد تک جہاد میں حصہ لیا بھی ہو۔ لیکن کمزوری ایمان کا شکار ہیں انہیں افغانستان آنے پر راضی کر لیا جائے۔ تاکہ اسے قوم کی حمایت و تائید حاصل ہونے کا شوشہ چھوڑنے اور پروپیگنڈہ کرنے کا موقع فراہم ہو جائے۔ یوں اپنے آپ کو حق بجانب دکھا کر لوگوں کو دکھا دے کہ ہماری حکومت سے فلاں اور فلاں کے تعاون سے ہماری حقیقت ثابت ہوتی ہے۔ نجیب اپنے ان دعووں کے بل بوتے مجاہدین کے درمیان بدگمانیوں اور شکوک و شبہات کی فضا پیدا کرنے کی کوشش بھی کر رہا ہے۔

جہاد کے آغاز میں ہمارے پاس کسی قسم کا اسلحہ موجود نہیں تھا۔ مگر اللہ تبارک و تعالیٰ کی نصرت و مدد، قوی ایمان، عزم راسخ اور ٹھوس ارادے پر تکیہ کرتے ہوئے قلیل مدت میں اتنا اسلحہ غنیمت کے طور پر دشمن سے چھین لیا کہ اسی اسلحہ کی بدولت دشمن ہی کا مقابلہ کر سکے۔ (مولوی جلال الدین حقانی)

روسیوں پر اب یہ حقیقت واضح ہو چکی ہے کہ ان کا انتہائے تحاشا اسلحہ، وسائل اور امداد بہم پہنچانے کے باوجود نجیب مجاہدین کا مزید مقابلہ کرنے کی قدرت و استطاعت نہیں رکھتا اور وہ (روس) نجیب کی بقاء کی ضمانت نہیں کر سکتے اس لئے اب روس اس کوشش میں ہے کہ نجیب کو ہٹا کر اس کی بجائے کسی ایسے شخص کو خلعت غلامی عطا کریں۔ جس سے وہ مطمئن ہوں۔ نیز ایک ایسی مخلوط اور مشترکہ حکومت کا قیام عمل میں لایا جائے جس سے ان کے مزدوروں (خلقی و پرچمیوں) کو تحفظ حاصل ہو۔ مستقبل کی حکومت میں انہیں (روسیوں کو) مداخلت کا موقع بھی فراہم ہو۔ اور افغانستان میں ایسی کوئی حکومت قائم نہ ہو جس سے انہیں خطرہ لاحق ہو۔

ہماری توقع ہے کہ امت مسلمہ اس راہ میں ہمیں تنہائی کا احساس نہیں دلائے گی اور ہر سطح پر ہماری ہر قسم کی امداد و حمایت جاری رکھے گی۔
(الحاج حقانی)

چنانچہ روسیوں کی منشاء کے مطابق ایک ایسی حکومت کی سربراہی کے لئے انہیں ظاہر شاہ ایک مناسب شخص دکھائی دیتا ہے، اس لئے وہ ظاہر شاہ کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں تاکہ اسے اس کام کی انجام دہی کے لئے راضی کر دے اور بعض اُن کمزور مسلمانوں کو جو اللہ تعالیٰ پر مکمل بھروسہ نہیں رکھتے اور قوی ایمان کے مالک نہیں نیز جو کچھ مدت کے لئے کرسی اور ذاتی مفاد کی خاطر جہاد میں بھی شریک ہوئے ہوں کو فریب دے کر انہیں مذکورہ بالا مخلوط حکومت میں جس کا سربراہ ظاہر شاہ یا کوئی اور فاسد شخص ہو شامل کر دیں۔ لیکن جن کسی

نے خالص اللہ تعالیٰ کی رضا، اعلائے کلمۃ اللہ دہریت اور فساد کے خاتمے اور افغانستان میں ایک صحیح اسلامی حکومت کے قیام کی خاطر مسلح جہاد کیا ہو وہ ہرگز کمیونسٹوں کے ساتھ جنہوں نے افغانستان کے مومن عوام پر کسی بھی قسم کا ظلم و بربریت روا رکھنے میں دریغ نہیں کیا اور جن کے ہاتھ ہمارے پندرہ لاکھ شہداء کے خون سے رنگے ہوئے ہیں، پچاس لاکھ سے زائد آبادی کو گھر بار چھوڑنے، ہمسایہ ممالک میں پناہ لینے اور ہجرت کی کٹھن اور دشوار گزار زندگی بسر کرنے پر مجبور کر کے پورے افغانستان کو تباہ و برباد کر ڈالا ہے، کسی نوع مخلوط یا مشترک حکومت تشکیل دینے کے فریب میں نہیں آئیں گے وہ کس طرح کمیونسٹوں کے مظالم اور دل دہلانے والے جرائم جو افغان مسلمان عوام پر کئے گئے سے چشم پوشی کر کے انہیں بغیر حساب اور مقدمہ چلائے چھوڑ سکتے ہیں۔

وہ لوگ جو نجیب یا اس کے آقاؤں سے خفیہ سازشوں اور گٹھ جوڑ میں مصروف ہیں اور طرح طرح کے منصوبے بنا رہے ہیں ہم اُن پر دوٹوک الفاظ میں واضح کرنا چاہتے ہیں کہ جو بھی حکومت روسیوں کی مرضی سے افغانستان میں قائم ہوگی بعینہٖ ترہ کی، امین، ببرک اور نجیب جیسے پٹھوؤں کی طرح کی حکومت ہوگی۔ فرق صرف اتنا ہوگا کہ روسی ان کے پہلو میں کھڑے تھے اور اس کی پشت پر کھڑے ہوں گے۔ یعنی اس حکومت کی پشت پناہی کریں گے۔ جس طرح وہ حکومتیں قوم کے لئے ناقابل اعتبار تھیں اور عوام نے ان پر اعتماد نہیں کیا بلکہ ان کے خاتمے کے لئے مسلح جہاد کا راستہ اختیار کیا۔ اسی طرح اس حکومت کا بھی عوام میں اعتبار و اعتماد نہیں ہوگا اور اس کے خلاف مجاہدین کی مسلح جدو جہد جوں کی توں جاری رہے گی۔ مخلص مجاہدین کے لئے مجاہدین کے ہاتھوں اسلامی حکومت قائم ہونے کے بغیر کسی بھی قسم کی حکومت قابل قبول نہیں ہے۔

سوال: افغانستان کے مستقبل کے لئے ایک واحد قیادت و ادارہ تشکیل دینے کے بارے میں آپ کے خیال میں کونسا منصوبہ اور طریقہ آسان ہوگا؟

جواب: موجودہ شرائط و حالات میں واحد قیادت سے متعلق پیش گوئی کرنا مشکل بات ہے ایک طرف جہادی تنظیموں کے قائدین میں باہمی اختلافات موجود ہیں وہ ایک دوسرے کے حق میں اقتدار سے دست بردار ہونے کے لئے تیار نہیں،

دوسری طرف کابل میں روسی کٹھ پتلی انتظامیہ بدستور موجود ہے تاہم میں سمجھتا ہوں کہ واحد قیادت آگے لانے کے سلسلے میں ایک راستہ یہ ہے کہ علماء، کمانڈرز اور مجاہدین متحد ہو کر جہادی رہنماؤں پر دباؤ ڈالیں کہ وہ اپنے اختلافات پس پشت ڈال کر ایک واحد قیادت تشکیل دے، جس کی اطاعت سب کریں۔ دنیا کے دوسرے ممالک اور علاقوں میں بھی لوگ اس طریقے پر عمل پیرا ہیں۔ جب بھی سیاسی رہنماؤں کے درمیان اختلافات کی خلیج بڑھ کر امور مملکت پر اثر انداز ہو جاتے ہیں اور سیاسی راہنما واحد قیادت کی اطاعت پر متفق نہیں ہوتے تو فوج ملک کی بہبود اور قومی منافع کی خاطر امور مملکت میں براہِ راست مداخلت کرتی ہے، کبھی کبھار یہ مداخلت فوجی بغاوت کی شکل میں رونما ہوتی ہے، جس کے نتیجے میں سیاسی لیڈروں پر دباؤ ڈالا جاتا ہے کہ وہ ایک واحد قیادت کی اطاعت کریں،

چنانچہ جہاد کی موجودہ صورت حال کے دوران جو جہادی رہنما اختلافات کا شکار ہیں، جہادی کمانڈروں کا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے ایک اقدام سے جہادی راہنماؤں کو واحد قیادت میں آنے پر مجبور کر دیں۔

اس سلسلے میں دوسرا راستہ یہ ہے کہ شرعی اصولوں کے مطابق انتخابات منعقد کئے جائیں، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حالات میں انتخابات پر عمل درآمد دشوار اور مشکل ہے۔

افغان علماء اور کمانڈروں کی شوریٰ کا مشترکہ اعلامیہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وبعد

اب جب کہ ہمارے مسلمان عوام کا جہاد اپنی کامیابی کی آخری منازل طے کر رہا ہے۔ اور اس کے مثبت نتائج رو نما ہونے والے ہیں ان نازک اور حساس لمحات میں دشمنان جہاد اس تاک میں ہیں کہ ہمارے مقدس جہاد کے ثمرات ہم سے چھین لے اور ایک بار پھر اسلام اور مسلمانوں پر کاری ضرب لگا دیں۔ اور انہیں اپنے حق خود ارادیت سے محروم کر دیں۔

اس لئے کبھی نجیب اور مجاہدین کی مخلوط حکومت اور کبھی مجاہدین و ملحدین کی مشترکہ شوریٰ کے منصوبے پیش کئے جاتے رہے ہیں اور اس مقصد کے حصول کی خاطر اسلام دشمن ممالک اور ان سے متعلق ذرائع ابلاغ مسلسل پروپیگنڈہ اور تشہیر میں لگے ہوئے ہیں۔

اسی بناء پر افغان اتحاد علماء کی شوریٰ اور کمانڈروں کی عمومی شوریٰ نے اس سلسلے میں ایک مشترکہ موقف اختیار کرنے کے لئے مشترکہ اجلاس منعقد کیا۔ جس میں علماء اور کمانڈروں نے متفقہ طور پر ایک اعلامیہ منظور کیا۔ جس میں کہا گیا ہے کہ نہ تو ہم غیر جانبدار مخلوط حکومت کے قیام کا منصوبہ مانتے ہیں۔ نہ ہی کمیونسٹوں اور بیرونی طاقتوں کے غلاموں کے اشتراک سے شوریٰ کی تشکیل کا منصوبہ قبول کرتے ہیں اور نہ ہی ایک ایسے عالمی کانفرنس کا انعقاد مانتے ہیں جس میں مجاہدین اور لادین نجیب کے نمائندے شامل ہوں۔

نیز اسی طرح دیگر منصوبے جو مختلف اطراف سے پیش کئے جاتے ہیں، صریحاً ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت کے مترادف ہیں۔ اور ایسے عام انتخابات کا انعقاد جس میں مزدور نجیب انتظامیہ اور دیگر کفری طاقتوں کے نمائندوں کو حق انتخاب حاصل ہو شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی۔

ہم اس طرح کے سارے منصوبوں کو سختی سے رد کرتے ہیں اور ان کی مذمت کرتے ہیں۔

ہم سب علماء و کمانڈر بغیر کسی حیل و حجت کے مجاہدین کا مکمل اتحاد چاہتے ہیں۔ پارٹیوں کی کثرت اور مجاہدین کے اختلافات جو نفاق اور بیرونی قوتوں کی طرف سے مداخلت کے اصل عامل ہیں کی پرزور مذمت کرتے ہوئے تمام مجاہدین اور جہادی رہنماؤں سے اپیل کرتے ہیں کہ جتنی بھی جلدی ہو سکیں آپس کے اختلافات پس پشت ڈال کر حقیقتاً مکمل اتحاد کر لیں۔ کیونکہ اتحاد ہی افغانستان کی آزادی اور اسلامی حکومت کی تشکیل کا واحد اور بڑا ذریعہ ہے۔

ومن اللہ التوفیق

رپورٹ:۔ سلطان صدیقی

خطاب

افغان کمانڈروں اور علماء کی مشترکہ شوریٰ کے اجلاس سے کمانڈر الحاج جلال الدین "حقانی" اور مولوی عبداللہ ذاکری کا

۲۴ر دسمبر کو پشاور کے قریب پبی کے علاقے میں واقع افغان علمار کی شوریٰ کے دفتر میں علمار اور کمانڈروں کی شوریٰ کا ایک مشترکہ اجلاس منعقد ہوا. جس کے بعد ایک جلسہ منعقد ہوا. مشترکہ اجلاس میں ایک مشترکہ اعلامیہ ترتیب دیا گیا جس میں افغانستان میں مکمل اسلامی نظام کے نفاذ تک جہاد جاری رکھنے کے عزم کے اعادے کے ساتھ، افغان مسئلے کے حل کے حوالے سے اقوام متحدہ اور روس امریکہ کی مشترکہ تجاویز کو رد کرتے ہوئے علمار اور کمانڈروں پر مشتمل ایک مشترکہ کمیٹی بنانے کا فیصلہ کیا گیا جو افغانستان کے مستقبل کی حکومت کے قیام سے متعلق فارمولا اور پالیسی مرتب کرنے کی ذمہ داری نبھائے گی.

جلسے سے خطاب کرتے ہوئے کمانڈر الحاج مولوی جلال الدین حقانی نے کہا کہ جن مقاصد کیلئے یہ اجلاس طلب کیا گیا تھا وہ آپکے سامنے مولوی ذاکری صاحب نے تفصیل سے بیان کر دیا. اللہ کے فضل سے ان امور پر ذہنیں پہلے سے زیادہ کھلے اور روشن ہوئے اور ان پر مشترکہ اجتماع کے دوران اتفاق حاصل ہوا.

یہاں یہ عہد کیا گیا کہ جو تجاویز کافروں کی طرف سے مسلط کئے جاتے ہیں وہ مردود ہیں انہیں قبول نہیں کیا جائے گا. یہ بھی فیصلہ ہوا کہ فتنہ کے خاتمے کے بعد ہم یہاں ایک اسلامی حکومت اسلامی اصول و ضوابط

> جب تک جہاں کہیں بھی کافر غالب اور مسلط ہو اور مسلمان مغلوب ہو۔ تب تک جہاد فرض ہے (مولوی الحاج حقانی)

کی رو سے اور ایک اسلامی قیادت کے تحت چاہتے ہیں. اللہ کے فضل و کرم سے ہم اس بات پر عمل کریں گے. یہ اپنے ربّ کے حضور میں ہمارا عہد ہے اور یہ ایسا عہد ہے کہ اللہ کی طرف سے ہم اس کے پابند ہیں. اس کا حصول اور اس فیصلے کا نفاذ اس پر عمل درآمد کے لئے کام، سعی و جہد اور اطاعت ہم پر فرضِ عین ہے. اس سلسلے میں میرے مزید وضاحت کی ضرورت نہیں. فقط ایک بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں، حالات و واقعات، مصائب و مشکلات اور اسباب و شرائط کے حوالے سے افغان مسلمان ملت گروہوں اور دھڑوں میں تقسیم نظر آتی ہے. کہیں پر علمار کا گروہ ہے کہیں پر مجاہدین ہیں کہیں پر کمانڈروں کا گروہ ہے تو کہیں مہاجرین کا دھڑا ہے. وہ لوگ جن کی نظریں حالات و واقعات اور اسباب و شرائط پر نہیں وہ سمجھتے ہیں کہ گویا یہ سب لوگ الگ الگ ہیں اور آپس میں گروہوں میں تقسیم ہیں. یہ آپس میں متحد نہیں ان کا مرام اور مقصد و منشار الگ الگ ہیں. کافر

جن کا مسلمانوں کیطرح واحد دین اور مقصد نہیں اور ہر جگہ وہ ذاتی مفادات اور مادی فوائد دیکھتے ہیں اور دنیاوی مقاصد پر نظر رکھتے ہیں. وہ مسلمانوں کو بھی اسی طرح سمجھتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ افغانوں سے کوئی معاملہ کرنا ہو تو علماء سے الگ انداز میں بات کرنا ہوگی، کمانڈروں سے الگ اور دوسروں سے الگ اور وہ اسی انداز میں رابطہ رکھتے ہیں۔ بعض سادہ لوح لوگ دھوکہ بھی کھاجاتے ہیں. اور اپنے ساتھیوں کو اپنے سے الگ سمجھتے ہیں. مقصد میرا یہ ہے کہ حقیقت میں انسانوں کے دو گروہ ہیں ایک کافروں کا اور دوسرا مسلمانوں کا. کافر جس علاقے میں ہو جو زبان بولتا ہو اور اس کا رنگ کیسا ہو وہ ایک ہی گروہ ہے اور مسلمان خواہ دنیا کے کسی بھی کونے میں ہو. کوئی بھی زبان بولتا ہو، اس کا لباس کسی بھی طرح کا ہو لیکن وہ مسلمانوں کے ایک گروہ اور امت کا حصہ ہے. اور اسی میں شامل ہے۔

چنانچہ افغان مہاجر، مجاہد، کمانڈر، عالم، ملک، خان، مالدار، تاجر، غریب، مرد، عورت بچہ، بوڑھا سب مسلمان ہیں اور اسی ایک گروہ سے تعلق رکھتا ہے. آپ جانتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری امت میں ایک گروہ ہر حالت میں اسلام کے لئے لڑے گا اور اسلام کے دشمنوں پر غالب رہے گا. افغانوں نے اسلام کے دشمنوں کے خلاف جہاد کیا. کسی نے ہجرت کی، کسی نے کامیابی وکامرانی اور اللہ کے نصرت کی دعا مانگی، کسی نے مال خرچ کیا کسی نے زبان اور قلم کے ذریعے اس کی دعوت وتبلیغ کی اور کسی نے جسم وجان سے جہاد کیا. اور یوں سب مختلف طریقوں سے اس میں شریک رہے. علماء نے جہاد کے فتوے دیئے، تبلیغ وتقریر کی اور لوگوں کو جہاد وہجرت اور قتال کی دعوت دی. مختصر یہ کہ مجموعی طور پر افغان قوم وہ

اور مقابلہ ہمارے سامنے ہے یعنی افغانستان کے اندر ملحدوں کا مقابلہ اور افغانستان کے باہر باطل قوتوں کا جو متحدہ طور پر ہمارے جہاد اور ہجرت کے ثمرات ہم سے حاصل کرنا چاہتے ہیں. وہ انہیں چاہتے کہ افغانستان میں اسلام غالب رہے اور یہاں اسلامی نظام نافذ ہو.

وہ لوگ جو نجیب یا اس کے آقاؤں سے خفیہ سازشوں اور گٹھ جوڑ میں مصروف ہیں اور طرح طرح کے منصوبے بنا رہے ہیں ہم اُن پر دوٹوک الفاظ میں واضح کرنا چاہتے ہیں کہ جو بھی حکومت روسیوں کی مرضی سے افغانستان میں قائم ہوگی. بعینہٖ ترہ کئی، امین، ببرک اور نجیب جیسے پٹھوؤں کی طرح حکومت ہوگی (الحاج حقانی)

گروہ ہے جو اسلام کے لئے لڑتا ہے اور کافروں پر غالب ہے. پوری دنیا کے مسلمان مال، عقیدہ، دعا کے حوالے سے اس جہاد میں شریک رہے. اور افغانوں کی کامیابیوں اور افتخارات میں برابر کے شریک ہیں. اس جہاد کے حق میں پوری دنیا سے فتوے آئے، سب نے ساتھ دیا. اور یوں اسلام کے اس گروہ افغانوں کے گروہ پر پوری دنیا کے مسلمانوں کو فخر ہے کیونکہ اسلام کی عظمت اور کفر کی شکست ان کے ہاتھوں ظاہر ہوئی.

جیسا کہ جناب ذاکری صاحب نے کہا اور ہم آپ سب نے اس کا عہد کیا کہ جس طرح ہم نے روسیوں کا مقابلہ کیا اور انکی قوت وقدرت، اسلحہ، فوج اور وسائل کے مقابلے میں اللہ کی نصرت اور ایمان کی قوت سے کھڑے ہوئے انہیں شکست دی اب ایک

ساتھیو اور دوستو! آج لوگ کہتے ہیں کہ اس جہاد کا ثمرہ کافر حاصل کرلیں گے. ہر طرف پریشانی اور حیرانگی ہے آخر کیوں؟ جہاد شروع کرتے وقت جب ہم سے کوئی شہید یا زخمی ہوتا تھا یا کسی اور مشکل سے دوچار ہوتا تھا تو اس کے جذبے میں اضافہ ہوتا مجاہدین مزید قوی اور منظم ہوجاتے حالانکہ اس وقت دشمن زیادہ قوی تھا. لیکن اس وقت ہم مطمئن تھے ہم سب جہاد فی سبیل اللہ کر رہے تھے. ہمیں اللہ کی نصرت وتائید کا مکمل یقین وبھروسہ تھا. بارہ سال جہاد کے نتیجے میں ہم صفر سے قرب الہی کیطرف بڑھے. ہم نے اللہ کی قربت اور نصرت بھی حاصل کی. دنیا میں شہرت اور تعارف بھی حاصل کیا دوستوں میں بھی اضافہ ہوا. ایسے میں اب یہ حیرانی وپریشانی کیوں ہے اس کا سبب کیا ہے؟

میں سمجھتا ہوں کہ اس کا ایک سبب تو یہ ہے کہ جب افغانستان میں روسی موجود تھے تو تمام عورتیں، بچے، مرد، جوان، بوڑھے سب مزاحمت کر رہے تھے، ایک طرح کا اتفاق تھا، فتنہ اور مصیبت موجود تھی۔ اس سے نجات کی دعائیں ہو رہی تھی۔ جب سے روس نکلے اور ملحدوں نے دفاعی شکل اختیار کی تو بعض ضعیف الاعتقاد لوگ جو یہ نہیں سمجھتے کہ کافر ایک جگہ بھی غالب اور مسلط ہوں جہاد فرض ہے یعنی جب تک مسلمان مغلوب ہوں جہاد فرض ہے۔ جو لوگ یہ بات بھول گئے وہ روسی پسپائی کے بعد بیٹھ گئے۔ دنیاداری کے کاموں میں لگ گئے۔ اللہ کو بھول گئے اور اپنے دشمن کو بھول گئے آرام کرنے لگے، حالانکہ صرف سابقہ جہاد پر اللہ ہمیں نہیں بخشے گا۔ خاتمہ بھی ایمان اور اسلام و جہاد پر ہونا چاہیئے۔ کیا جہاد چھوڑنے اور ترک کرنے پر اللہ ہمیں بخشے گا؟ چونکہ ہم نے جہاد سے غفلت برتی ہے، اللہ کی قربت اور نصرت بھی ہم سے دور ہو گئی ہے۔ سو میں دس افراد بھی اب یہ فریضہ انجام نہیں دے رہے ہیں۔

دوسرا سبب یہ ہے کہ روس نکلے تو احساس بڑھ گیا کہ اب حکمرانی اور بادشاہی کا وقت ہے۔ اب میں عہدہ لوں گا اور کرسی پر بیٹھوں گا۔ اس احساس نے بھی ہمیں جہاد سے دور کیا اور کمزوری اور پریشانی پیدا کی۔

اب جب کہ ہم سب نے یہ عہد کیا ہے علماء کمانڈروں اور مجاہدین سب پر یہ فرض ہے کہ وہ دشمنوں کی تمام سازشوں کو ناکام بنانے کے لئے جہاد و قتال پر زور دے۔ اب بھی ملحدوں کے ساتھ جہاد و قتال فرض عین ہے۔ ان فیصلوں پر عمل درآمد اور ضعف و کمزوری ختم کرنے کے لئے نیز اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید اور دوبارہ قربت حاصل کرنے کے لئے جہاد و قتال کو مضبوط اور قوی کرنا ہوگا۔ جہاد و قتال میں شدت اور تیزی کے ذریعے ہم دشمنوں کی سازشیں اور منصوبے ناکام بنا سکتے ہیں۔ اگر جہاد کمزور ہو گا اور ساقط و معطل رہے گا تو دشمن کی سازشیں کامیاب رہیں گی۔ اگر جہاد مستحکم ہو گا تو دنیا کی کوئی طاقت ہم پر اپنا حل مسلط نہیں کر سکے گا تمام مصیبتوں کے خاتمے کے لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ علماء اس بات پر زور دے کہ ہم دشمنوں کی تمام باتیں رد کریں۔ اور جہاد تیز کرے۔ علماء کے کہنے پر جہاد شروع ہوا۔ علماء نے کبھی بھی عہدے اور منصب کی فکر نہیں کی۔ علماء نے کبھی اسلحہ فروخت نہیں کیا۔ آج بھی علماء آگے بڑھیں اور قوم و ملت کی راہنمائی کرے۔ ہم دشمنوں کے ناپاک منصوبے جہاد کے ذریعے ختم کر سکتے ہیں اور ہمیں دشمنوں کی سازشوں کے خلاف علماء ردِ عمل ظاہر کرنا چاہیئے۔

> محض سابقہ جہاد پر اللہ ہمیں نہیں بخشے گا۔ خاتمہ بھی ایمان اور اسلام و جہاد پر ہونا چاہیئے۔ (مولوی جلال الدین حقانی)

علماء اور کمانڈر سب اس بات پر متحد ہیں کہ دشمنوں کی سازشیں ناکام بنائیں گے اور یہ کام ہم اپنے عمل سے کر سکتے ہیں۔ روس افغانوں کی مزاحمت کے نتیجے میں نکلا ہے نہ کہ اقوام متحدہ کی قراردادوں اور تجویزوں سے۔ آج بھی اگر ہم گرمی سردی دیکھے بغیر جہادی مورچوں کو گرم کرے تو اللہ کی نصرت و تائید ہمارے شاملِ حال ہو گی۔ اور اللہ دشمنوں کا خوف ہمارے دلوں سے نکال دے گا۔

میں خود کو ایک کمانڈر نہیں بلکہ علماء کا ایک سپاہی سمجھتا ہوں جیسا کہ جناب ذاکری صاحب نے کہا کہ ایک کمیٹی ترتیب دی گئی ہے جو مستقبل کی اسلامی حکومت کے قیام کے لئے ایک پالیسی اور فارمولا و پروگرام مرتب کرے گی۔ اس متحدہ و مشترکہ فارمولے کے تحت جو بھی حکومت بنے گی ہم اس کی حمایت و تائید اور حفاظت کریں گے اس کے علاوہ جو بھی حکومت ہو گی اور جن پردوں میں آئے گی جس نام سے آئے گی جب تک علماء اطمینان کا اظہار نہیں کریں گے ہم اس کے خلاف لڑتے رہیں گے۔

قبل ازیں مولانا عبداللہ ذاکری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ افغانوں کی قربانیاں پوری دنیا کو کمیونزم کی گرفت سے نجات دلانے کا سبب بنیں، کشمیر کا جہاد افغانوں کے جہاد کا نتیجہ ہے۔ چین میں مسلمان اٹھ رہے ہیں۔ دنیا کے دوسرے خطوں اور علاقوں کے مسلمانوں میں آزادی اور حریت کی لہریں اٹھی ہیں۔

ساتھیو! پہلے ہم روس کے خلاف جہاد کرتے رہے لیکن اب ہمارا دشمن مزید قوی ہو گیا

ہے کیونکہ امریکہ، چین، برطانیہ تمام غیرمسلم طاقتیں اب روس کی پشت پر کھڑے ہیں اور وہ متحدہ قوت سے اسلام کے سپاہیوں کو کمزور کرنا چاہتے ہیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ دشمنوں کی طرف سے افغان مسئلے کے حل سے متعلق تجاویز آرہی ہیں۔

اقوام متحدہ نے ایک تجویز دی ہے۔

اقوام متحدہ کا قیام کس لئے عمل میں لایا گیا تھا. اس کے قیام کا ایک بڑا مقصد یہ تھا کہ دنیا میں ہر جگہ یہ ظالم اور جارح کا ہاتھ روکے، مظلوم کا تحفظ کرے اور ظالم سے نجات دلائے مگر چالیس سال اس نے فلسطین اور بیت المقدس کے مظلوموں کے حق میں کیا کیا؟ اس نے کبھی بھی مظلوموں کی حمایت نہیں کی بلکہ ظالم مسلسل قوی ہوتا رہا ہے۔ روس سے یہودی ادھر جاکر آباد ہو رہے ہیں، کفری طاقتیں ظالم کے حامی ہیں وہ مظلوموں کی سرکوبی کرتے ہیں۔ اقوام متحدہ نے جو فیصلہ ہمارے بارے میں کیا یہ اسلام اور شریعت کی رو سے مردود ہے۔ ہم اسے نہیں مان سکتے۔ ہم نجیب منحوس کی تجویز نہیں مان سکتے جس نے ۱۳ سال میں افغانستان کو قبرستان بنا دیا۔ اس کی عفت، عظمت، عزت، شرافت اور حیثیت ختم کی۔ تمام تر خرابیوں کا سبب اور علت خود نجیب اس کے اسلاف اور ساتھی ہیں ملحدوں کا ساتھ دینے کی اجازت ہمیں اسلام نہیں دیتا ہم نجیب اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ اشتراکِ حکومت و قدرت نہیں مان سکتے۔

افغانستان میں جو بھی حکومت تشکیل دی جائے گی، جن پردوں میں آئے گی جس نام سے آئے گی جب تک علماء اس پر اطمینان کا اظہار نہیں کریں گے۔ ہم اس کے خلاف لڑتے رہیں گے۔ (الحاج مولوی حقانی)

افغانوں کے جہاد دنیا کو کمیونزم سے نجات دلائی، برلن کی دیوار ٹوٹ گئی، جرمن آزاد ہوا۔ اب یہ لوگ ہمیں نجیب کے ساتھ اشتراکِ عمل کی ہدایت کرتے ہیں۔ وہ ایک غیرتمند قوم پر غلط گمان کرتے ہیں۔ افغانستان میں ایسے واقعات بہت ہیں کہ باپ نے بیٹے پر گولی چلائی بیٹے نے جہاد و قتال کے دوران اپنے باپ کو نہیں بخشا۔ یہ سنت ہے۔ اسے ہم اس وقت تک جاری رکھیں گے جب تک اسلامی شریعت نافذ نہیں ہوتی۔ ہم آئندہ اسلام کے گھر افغانستان میں فرعونیت نہیں چھوڑیں گے۔ جو لوگ ملحدوں سے رابطے کرتے ہیں۔ ان کے خلاف بھی جہاد کریں گے۔ جو لوگ روس کے مقابلہ کریں گے۔

جو لوگ ملحدوں سے رابطے قائم کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں پہلے جب قندہار کے بارے میں معلوم ہو جاتا تھا کہ اس نے ملحدوں سے رابطہ رکھا ہے تو وہ اگر لاکھ بھی کہتا کہ اسے گرفتار کیا گیا تھا اسے زبردستی رابطہ پر مجبور کیا گیا تھا. مگر اس کے خلاف کاروائی کی جاتی تھی کیونکہ اسلام میں اس کی اجازت نہیں۔ یہ کام مردود ہے

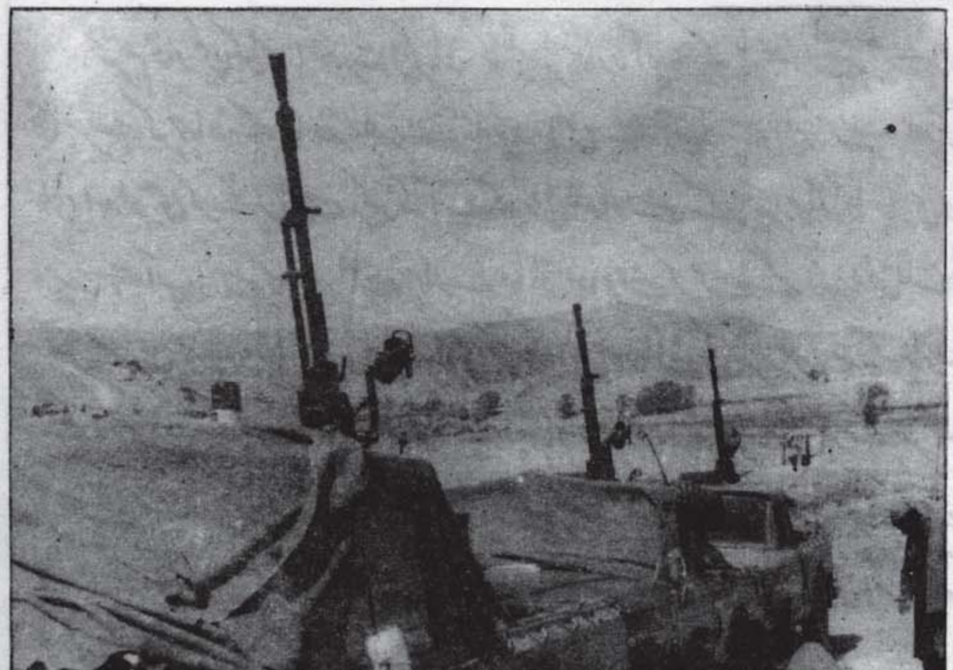

ساتھ مذاکرات کرتے ہیں وہ بھی غلطی کر رہے ہیں۔

ہم یہودیوں کیطرح اسلام میں تحریف کے لئے تیار نہیں۔ ہم غیر جانبدار حکومت ماننے کے لئے بھی تیار نہیں کہ اسلام میں غیر جانبداری کا تصور نہیں کیونکہ جو نہ ملحد کافر ہوگا نہ مسلمان ہوگا پھر کیا ہوگا۔ آخر جن لوگوں نے بارہ سال جہاد میں حصہ نہیں لیا۔ ہجرت نہیں کی۔ جہاد کی بات نہیں کی نہ زبان سے نہ قلم سے جہاد میں حصہ لیا نہ مالی جہاد کیا ہم اسے کیونکر قبول کریں گے وہ کیا حکومت کر سکیں گے۔ جو لوگ تمام تر خرابی کا باعث بنے انہیں ہم دوبارہ کیوں اقتدار دیں۔

ہم نہ تو اقوام متحدہ کی تجویز مانتے ہیں۔ نہ ہی نجیب کے ساتھ اشتراکِ حکومت قبول کرتے ہیں نہ ہی غیر جانبدار حکومت تسلیم کرتے ہیں ہم صرف اور صرف اسلامی شریعت کے مطابق اسلامی اصولوں کے موافق، مسلمان لیڈروں کی قیادت میں تمام مسلمان افغانوں کے اشتراک سے اسلامی حکومت مانتے ہیں کوئی دوسری راہ قبول نہیں کرتے"

بقیہ: اقوام متحدہ کی ...

غیر مشروط طور پر امداد دی جائے اور انہیں اپنے شرائط کا پابند کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ تب یہ مسئلہ بغیر کسی تاخیر کے حل ہو سکتا ہے۔ بصورتِ دیگر افغانوں کی تاریخ گواہ ہے کہ کبھی بھی کوئی ان پر اپنی مرضی مسلط نہیں کر سکا ہے اور جس کسی نے بھی ایسی کوشش کی ہے اسے منہ کی کھانی پڑی ہے۔ افغان قوم لاکھوں جانوں کی قربانیاں تو دے سکتے ہیں مگر کسی کی مرضی خود پر مسلط نہیں کر سکتے اور ان کی اپنی مرضی افغانستان میں ایک اسلامی حکومت کا قیام ہے۔ جس میں وہ ضرور کامیاب ہوں گے۔ (انشاءاللہ)

قارئین کرام سے مؤدبانہ التماس!

محترم قارئین کرام! "نصرت الجہاد" کا تیسرا شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے کہ جہاد کے ساتھ نصرت و تائید، اس لئے آپ سے التماس ہے کہ قلمی جہاد کے ساتھ ساتھ ہماری مالی امداد بھی کرتے رہیں۔ کیونکہ آپ کے مالی تعاون کے بغیر رسالہ کا جاری وساری رہنا ممکن نہیں رہے گا۔ امید ہے آپ اس کارِ خیر میں ہمارے ساتھ تعاون کریں گے۔ نیز افغانستان کے ساتھ ساتھ فلسطین اور کشمیر سمیت پوری دنیا میں بپا اسلامی تحریکوں اور اُن کی سرگرمیوں کے بارے میں کچھ نہ کچھ تحریر کرتے رہیں گے۔ ہم آپ کے ان رشحاتِ قلم کو نصرت الجہاد کے صفحات پر شائع کر کے فخر محسوس کریں گے۔ اب تک ہمیں بعض قارئین نے مجلّہ سے متعلق مفید مشوروں سے نوازا ہے۔ ہم ان کے مشکور ہیں اور انشاءاللہ ان کی آراء اور تجاویز پر عمل کیا جائے گا۔ دیگر قارئین بھی اگر مجلّے کی مزید بہتری کے لئے رہنمائی کریں تو ان کے بھی مشکور ہوں گے۔

(ادارہ)

اقوام متحدہ کی منظور کردہ قرار داد کا ایک جائزہ

تجزیہ و تبصرہ

تحریر: سلطان صدیقی

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے پاکستان اور روس کی طرف سے مشترکہ طور پر پیش کی جانے والی افغانستان سے متعلق قرارداد کسی بحث و تمحیص کے بغیر منظور کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ افغان تنازعہ کے پرامن حل کے لیے ضروری ہے کہ افغانستان کی خود مختاری کا تحفظ کیا جائے۔

افغانستان کی سیاسی آزادی اس کے غیر جانبدار کردار اور اسلامی تشخص کو بحال کیا جائے اور علاقائی سلامتی کو یقینی بنایا جائے۔ قرارداد میں افغانستان میں تمام متحارب قوتوں پر زور دیا گیا ہے کہ وہ افغانستان میں تصادم کی تمام کاروائیاں بند کر دیں تاکہ اس تنازعے کا ایسا سیاسی تصفیہ کیا جا سکے جو افغان عوام کے لیے قابل قبول ہو۔

جنرل اسمبلی کے ۱۵۹ ممبران کے عمومی اتفاق رائے سے منظور ہونے والی قرارداد میں ایک وسیع البنیاد حکومت کے قیام کے لیے جلد مذاکرات شروع کرنے پر بھی زور دیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ ایسی حکومت صرف ایک ایسے جمہوری طریقے سے معرض وجود میں آ سکتی ہے جو افغان عوام کے لیے قابل قبول ہو۔

اس جمہوری طریقے میں آزادانہ اور منصفانہ انتخابات بھی شامل ہیں۔ اس قرارداد میں افغان عوام کے حق خود ارادیت کی توثیق کی گئی ہے۔ جسے استعمال کر کے افغان عوام اپنی مرضی کی حکومت قائم کر سکتے ہیں اور ایسے حالات پیدا کیے جا سکتے ہیں۔ جن میں پچاس لاکھ سے زائد افغان مہاجرین کی وطن واپسی ممکن ہو سکے۔

یہ قرارداد اگرچہ افغان مجاہدین کے موقف پر مبنی نہیں۔ تاہم یہ بھی افغان مجاہدین کی فتح تصور ہو گی۔ کیونکہ افغان مجاہدین نے بے پناہ قربانیوں کے نتیجے میں روس جیسی سپر طاقت کو شکست دے کر اس بات پر مجبور کر دیا کہ وہ اپنی فوجیں واپس بلا لیں اور مذاکرات کی میز پر بیٹھنے کے لیے اصرار کرے

اس قرارداد میں افغان متحارب گروپوں سے کاروائیاں بند کرنے کے لیے کہا گیا ہے کہ افغان مجاہدین کا ابتدا سے یہ موقف اور مطالبہ رہا ہے کہ افغانستان کے اندرونی امور میں بیرونی مداخلت بند کی جائے۔ روس کابل حکومت کی پشت پناہی سے ہاتھ کھینچ لے۔ اور افغانوں کو اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا اختیار دیا جائے۔ لیکن روس تاحال کابل حکومت کو جدید ترین مہلک ہتھیار اور گولہ بارود برابر سپلائی کر رہا ہے جس کی وجہ سے کابل حکومت نہ صرف یہ کہ ابھی تک مجاہدین کے سامنے ڈٹی ہوئی ہے۔ بلکہ اپنا دفاع بھی کر رہی ہے۔

اور آئے روز بمباری و گولہ باری اور راکٹ باری کے ذریعے بے گناہ افغانوں کا قتل عام کر رہی ہے۔ اگر روس کابل حکومت کو اسلحہ و گولہ بارود کی سپلائی

بند کر کے افغانوں کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہ کرے اور اپنے مشیر بھی واپس بلالیں تو کابل حکومت افغان مجاہدین کی راہ میں چند روز کے لیے بھی نہیں ٹھہر سکتی اور یوں یہ مسئلہ بہت جلد حل ہو جائے گا۔

جہاں تک وسیع البنیاد حکومت کے قیام کی بات ہے تو اس سلسلے میں افغان مجاہدین کا کہنا ہے کہ کمیونسٹ حکومت کے خلاف برسرِ پیکار تمام گروپوں کی شراکت سے ایک وسیع البنیاد حکومت تشکیل دی جانی چاہیئے۔ لیکن روس اور امریکہ جو اسلام دشمنی میں باہم پوری طرح متحد ہیں اور وہ افغانستان میں مجاہدین کے ہاتھوں ایک اسلامی حکومت کے قیام سے خوف زدہ ہیں۔ وسیع البنیاد حکومت میں افغانستان میں روس باقیات کو بھی شریک اقتدار کرنا چاہتے ہیں تا کہ ایک طرف افغانستان میں ایک صحیح اسلامی حکومت کا قیام عمل میں نہ آسکے اور دوسری جانب جو حکومت قائم ہو اس میں متحارب فریقین شامل ہونے کی وجہ سے اسے استحکام حاصل نہ ہو سکے اور افغانستان اندرونی خلفشار کا شکار رہے۔ مستقبل کی افغان حکومت میں موجودہ حکمرانوں اور کمیونسٹوں کو شریک نہ کرنے کا مجاہدین کا موقف بالکل درست، منصفانہ اور حقائق پر مبنی ہے۔ کیونکہ موجودہ کٹھ پتلی حکمرانوں کو شریک اقتدار کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ افغان مجاہدین نے جو لازوال قربانیاں دی ہیں۔ گویا یہ اقتدار کی خاطر دی ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مجاہدین نے یہ ساری قربانیاں ایک اسلامی حکومت کے قیام کے لیے دی ہیں۔ اس لیے مجاہدین بجا طور پر اس قسم کے وسیع البنیاد حکومت کے قیام اور اس میں شرکت پر آمادہ نہیں ہو سکتے۔ ایسا کرنے کا واضح مطلب یہ ہوگا کہ ان کی ساری قربانیاں رائیگاں جائیں گی جو وہ کسی بھی صورت میں برداشت نہیں کر سکتے۔ نہ ہی اس قسم کے کسی حل کے لیے تیار ہو سکتے ہیں۔

جہاں تک افغانستان کی آزادانہ غیر جانبدارانہ اسلامی تشخص کی بحالی کی بات ہے یہ اپنی جگہ سو فیصد درست ہے کہ افغان تنازعہ کے حل کے لیے یہ ضروری ہے کہ افغانستان کا اسلامی تشخص اور غیر جانبدارانہ کردار برقرار رکھا جائے اس کی علاقائی سلامتی کی ضمانت دی جائے اور اس کی سیاسی آزادی کا پورا احترام کیا جائے لیکن اس مقصد کے لیے وہاں ہر ایسی حکومت کا قیام ضروری ہے جو ان مقاصد پر نہ صرف یقین رکھتی ہو بلکہ ان کے حصول کا اہتمام بھی کر سکے اور اس کی موجودگی میں افغان عوام پوری آزادی کے ساتھ اپنے مستقبل کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کر سکیں۔ ایسی کوئی حکومت افغان جہادی تنظیموں کے راہنماؤں اور کمانڈروں کے صلاح مشورے سے قائم ہو سکتی ہے۔

افغانستان کے بارے میں اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے خصوصی نمائندے مسٹر بینن سیوان نے کیا خوب کہا ہے کہ "ہمیں یہ بات افغانوں پر چھوڑ دینی چاہیئے کہ وہ اس امر کا فیصلہ کریں کہ ان کا لیڈر کون ہوگا۔ یعنی ان کے مستقبل کے حکمران کون ہوں گے۔ اور حکومت کیا ہوگی۔ مسٹر بینن سیوان نے کہا کہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل سمیت کوئی بھی غیر ملکی افغانوں پر اپنا حل نہیں ٹھونس سکتا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا کام صرف افغانوں کی مدد کرنا ہے۔

یہی افغان مجاہدین کا موقف بھی ہے۔ اور مسئلے کا حل بھی کہ افغانوں کے اندرونی معاملات میں مداخلت بند کی جائے۔ ان پر باہر سے اپنی مرضی کا کوئی حل ٹھونسنے کی کوشش نہ کی جائے۔ انہیں افغانستان کی آبادکاری، مہاجرین کی بحالی وغیرہ کے لیے

(باقی صـ ۲۲)

نجیب

سید عبد اللہ

بوریا بستر سمیٹ رہا ہے

بالآخر وہ وقت آپہنچا جس کا انتظار تھا۔ کابل میں روسی امداد سے مسلط انتظامیہ کے سربراہ ڈاکٹر نجیب اور اس کے حواری ملک سے بھاگ نکلنے کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے ہیں اور شاید یہ سطریں شائع ہونے تک وہ بے چارے ملک سے راہِ فرار اختیار کرنے میں کامیابی بھی حاصل کر چکے ہوں۔ بہرحال ابھی تو وہ اپنا بوریا بستر سمیٹ رہا ہے۔

باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر نجیب نے اپنے خاندان کے افراد کو پہلے ہی بھارت بھیج دیا ہے، چنانچہ بھارت سے شائع ہونے والے دو معتبر روزناموں نے بھی نجیب کے اہل خانہ کی نئی دہلی پہنچنے کی تصدیق کی ہے۔ نیز نجیب کا دورۂ جنیوا اور واپسی پر ایران میں مختصر قیام اسی مقصد کے سلسلے کی ایک کڑی تھی۔

ویسے تو اس نے مجاہدین اور ہمارے شہید پرور عوام کو فریب دینے کے پرانے اور فرسودہ ہتھکنڈوں اور حربوں کو روبہ کار لاتے ہوئے اپنے دورۂ جنیوا کے دوران بعض جہادی رہنماؤں سے مذاکرات کرنے کا شوشہ بھی چھوڑ دیا اور دعویٰ کیا کہ اس نے مسئلہ افغانستان کے حل اور وہاں مستقبل کی حکومت کے قیام کے سلسلے میں مجاہدین کے بعض قائدین سے مفید بات چیت کی ہے، نہ جانے کس قائد سے اس کی ملاقات ہوئی ہے کہ اب تک اس قائد کا پتہ نہ چل سکا اور نہ ہی کسی قائد نے اس ملاقات کی تصدیق کی۔

کابل سے ہمارے باخبر جہادی ذرائع نے یہ اطلاع بھی دی ہے۔ کہ نجیب کٹھ پتلی انتظامیہ کے بعض اعلیٰ افسر اپنے خاندان سمیت ماسکو جا چکے ہیں اور باقی ماندہ اعلیٰ سول و فوجی حکام میں سے کئی دوسرے اعلیٰ افسر کابل سے فرار کا راستہ ڈھونڈ رہے ہیں،

دوسری طرف روس کو بھی قحط، معاشی و اقتصادی اور بعض دیگر شدید اندرونی مشکلات کا سامنا ہے، جس کی وجہ سے وہ اب نجیب کو بے تحاشا مالی و فوجی امداد بہم پہنچانے کی مصیبت سے اپنا دامن چھڑانا چاہتا ہے۔ یہ اور اس طرح کے دیگر کئی وجوہات کی بنا پر اب مجاہدین کی جانب سے عام حملے کے بغیر بھی کابل انتظامیہ کی بقا شدید خطرے میں پڑ چکی ہے، خود انتظامیہ کے سربراہ کو اپنا مستقبل تاریک نظر آرہا ہے، چنانچہ اس نے بھی اپنا بوریا بستر سمیٹنے کا فیصلہ کیا ہوا ہے۔ اپنے خاندان کے افراد کو بھارت بھیج دیا ہے اور خود اس کوشش میں ہے کہ کسی ایسے شخص کو نام نہاد حکومت کی باگ ڈور حوالہ کر دے جو روس کے لئے دردِ سر نہ بن جائے۔

اطلاعات کے مطابق اس سلسلے میں نجیب نے افغانستان کے مخلوع شاہ ظاہر شاہ سے مسلسل رابطہ رکھا ہوا ہے اور اس بارے میں

دونوں کے درمیان کوئی سمجھوتہ بھی طے پایا ہے چنانچہ مستقبل کی عبوری حکومت کے لئے ظاہر شاہ کی طرف سے خدمات کی پیش کش ہمارے اس ادعاء کا بیّن ثبوت ہے۔

نجیب نے گذشتہ دو تین ہفتوں کے دوران اپنی اور اپنی پٹھو حکومت کی بقاء و دوام کے لئے آخری حربہ استعمال کرتے ہوئے افغانستان کے سرحدی صوبوں میں مجاہدین کے خلاف اپنا زور بازو آزمایا۔ اندھادھند بمباری کی اور زمینی قوت کا بھی مظاہرہ کیا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جذبۂ ایمانی سے سرشار مجاہدوں نے ہر محاذ پر انہیں منہ توڑ جواب دیا اور کابل کٹھ پتلی افواج کو ایک بار پھر کابل کی طرف بھگا دیا اور یوں نجیب کا یہ آخری ارمان بھی پورا نہ ہوسکا۔

جہاں تک ہمارے مجاہد عوام کے حوصلوں اور جہادی مورال کا تعلق ہے تو مجاہدین کے حوصلے پہلے سے کہیں زیادہ بلند ہیں کیونکہ انہیں اپنے دشمن کی ناکامی و نامرادی اور شکست کا پورا یقین ہے۔ اور اس بات کا انہوں نے یہ پختہ عزم کر رکھا ہے کہ نجیب اور اس کے دیگر دہری، ملحد اور افغانستان کے پندرہ لاکھ شہداء کے قاتلوں کو بھی اپنے اسلامی سرزمین سے ایسے نکال دیں گے جیسے ان کے آقا روس کو نکل جانے پر مجبور کر دیا یا پھر انہیں افغانستان ہی میں دفن کر دیں گے۔

مجاہدین کے عزم راسخ کا دوسرا مرحلہ افغانستان میں مجاہدین کے ہاتھوں ایک مکمل اسلامی، آزاد اور خود مختار حکومت کا قیام اور دارالحکومت کابل پر اسلام کا سبز پرچم لہرانا ہے، جب کہ تیسرے مرحلے میں روسی مقبوضہ مسلم ریاستوں کی آزادی اور خود ماسکو سے ہوتے ہوئے پوری دنیا میں اسلامی نظامِ حکومت کا قیام اور کفری و شیطانی نظریات کے مکمل خاتمے کی جدوجہد کرنا ہے انشاء اللہ۔

تعزیّت

زبان و قلم کے کمانڈر مجاہد اور ہفت روزہ "تکبیر" کے مدیر اعلیٰ جناب محمد صلاح الدّین کے والدِ گرامی شہاب الدّین کی وفات کی خبر روزنامہ "جسارت" میں پڑھ کر بڑا دکھ ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ جناب صلاح الدین افغان مہاجرین کے ہر درد و مصیبت میں برابر شریک رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پوری افغان ملّت نے اس رُوح فرسا خبر پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا اور دُعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے والدِ گرامی شہاب الدین مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ ادارہ "نصرت الجہاد" خاص طور پر دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جناب صلاح الدّین کو یہ صدمہ برداشت کرنے کا حوصلہ عطا فرمائے۔

(ادارہ)

نجیب سے کسی بھی صورت میں افغان مجاھد مذاکرات اور مخلوط حکومت کے لیے تیار نہیں

کمانڈروں کی شوریٰ کے نمائندوں کی پریس کانفرنس

۹ر دسمبر کو سہ پہر تین بجے کمانڈروں کی شوریٰ کے دفتر واقع حیات آباد میں کمانڈروں کی شوریٰ کے نمائندوں مولوی جلال الدین حقانی، مولوی ارسلا رحمانی اور کمانڈر انور خان نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ اس موقع پر کمانڈر احمد شاہ مسعود کے نمائندے جناب قانونی، ہرات کے کمانڈر اسماعیل خان کے نمائندے حاجی فضل احمد، محمد امین وردگ کے نمائندے غلام رسول قلندری، سید جگرن کے نمائندے ملک سلیمان پکتیا کے مولوی پیر محمد، لوگر کے مولوی حمید خان، غزنی کے سید عنایت حیدری وردگ کے مولوی غلام حضرت، بلخ کے مخدوم سید عطاء اللہ، غزنی کے علی حسن محمدی، تخار کے شریف اللہ خان اور کابل کے کمانڈر مولوی عبدالحق کے بھائی حاجی نصر اللہ بریالی بھی موجود تھے۔ جبکہ افغان نیوز ایجنسی کے ڈائرکیٹر جنرل استاد قریب الرحمان سعید نے صحافیوں کے اصرار پر ترجمان کے فرائض انجام دیئے۔

مولوی ارسلا رحمانی نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم بھائیوں! آپ آج یہاں اس لئے مدعو کئے گئے ہیں کہ ایک کابل مزدور رژیم کے سربراہ نجیب نے پچھلے دنوں دعوے کئے ہیں کہ اس نے بعض جہادی راہنماؤں اور کمانڈروں سے ملاقاتیں کی ہیں اور اس کے نتیجے میں تنازعے کے کسی حل پر متفق ہوئے ہیں۔ چنانچہ ہم اس سلسلے میں کمانڈروں کی شوریٰ کے موقف سے متعلق وضاحت کرنا چاہتے ہیں۔

بھائیو! یہ شوریٰ دراصل تین بنیادی مقاصد کے لئے تشکیل دیا گیا ہے پہلے مولوی جلال الدین حقانی کے مرکز ژوار میں چند ماہ قبل مجاہد کمانڈروں کی شوریٰ کا اجلاس ہوا۔ جو شوریٰ کے قیام کے سلسلے میں ابتدائی اجلاس تھا۔ اس میں اس بات پر غور و فکر ہوا کہ پورے ملک کی سطح پر کمانڈروں کی ایک شوریٰ قائم کیا جائے۔ ایک ایسی شوریٰ جو سُنّی، شیعہ، پختون، تاجک، ہزارہ اور بعض دوسرے علاقائی و گروہی بنیاد سے بالاتر پورے ملک کی سطح پر تمام طبقوں کے کمانڈروں کی سطح پر ہو۔ چنانچہ ایسا ہوا۔ ابتدائی اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ اس شوریٰ میں کوئی تین سو کمانڈر

شرکت کرے اور پھر وہی ہوا کہ ملک سے تین سو کمانڈروں نے اس اجلاس میں شرکت کی اور تین اہم باتوں اور مسائل پر بات چیت ہوئی۔

اوّل یہ کہ پورے ملک میں ایک کمانڈ کے تحت منظم مربوط اور عمومی جنگی کاروائیاں ترتیب دینا۔

دوم مجاہدین کے درمیان لڑائی، جھگڑوں اور اختلافات کا راستہ روکنا نیز باہمی تنازعات کا خاتمہ کرنا۔

سوم ملک کے اندر مجاہدین کی آمد و رفت کے راستوں کی حفاظت کرنا۔

ہمیں شوریٰ کی طرف سے راستوں کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔ ہم اللہ کے فضل وکرم سے کافی حد تک اپنی ذمہ داری پوری کرنے میں کامیاب ہیں۔ ہم نے ملک کے اندر وسطی صوبوں قندھار کے راستے سے اور شمالی افغانستان وفود بھیجے جہاں جس نے راستے بند کئے تھے وہ دوبارہ کھول دیئے گئے۔ جہاں کہیں کسی نے عبوری حکومت، امدادی اداروں یا کسی تنظیم کی گاڑیوں اور مال و اسباب پر قبضہ کیا تھا۔ واپس کردیئے گئے، راستے کھل گئے، امن بحال ہوا اور بہت سے علاقوں میں باہمی جھگڑے ختم ہوئے۔ کمانڈروں کی شوریٰ کی کوششوں سے غزنی اور ارزگان میں جہاں شیعہ سنی بھائیوں کے درمیان باہمی جھگڑے نے انتہائی خطرناک صورت حال اختیار کی تھی ختم ہوئے اور انشاء اللہ آئندہ کبھی نہیں ہونگے۔

عسکری کاروائیوں کے سلسلے میں اب

> جس طرح پہلے سب مسلمانوں پر اس جہاد کی مدد و حمایت فرض تھی۔ اب بھی اسی طرح ان پر اس جہاد کی امداد حمایت کرنا فرض ہے۔
>
> (الحاج مولوی جلال الدین حقانی)

تک جو حملے اور کاروائیاں ہوئی ہیں اور شوریٰ کیطرف سے جو کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں انکے بارے میں مولوی صاحب حقانی تفصیل بیان کریں گے۔ کیونکہ عسکری شعبہ کی ذمہ داری انہیں سپرد کی گئی تھی۔

مولوی جلال الدین حقانی نے عسکری کاروائیوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا کہ شوریٰ کے آخری اجلاس میں تین اہم فیصلے ہوئے جو مولوی صاحب ارسلا نے آپکے سامنے بیان کئے وہ یہ تھے کہ اول ایک منظم جنگی حکمت عملی پر غور کرنا کہ پورے ملک میں ایک کمان کے تحت ایک وقت میں ایک ساتھ عمومی منظم کاروائیاں کرنا۔ اس سلسلے میں منظم و مربوط کاروائیوں کے لئے تین قسم کے اہداف مقرر کئے گئے۔ وہ یوں کہ پورے ملک میں دشمن کے تمام کمزور مراکز حملوں کے نتیجے میں فتح کئے جائیں۔ ہوائی اڈے اور بڑے مواصلاتی راستوں پر وقفوں وقفوں سے حملے کئے جائے تاکہ راستے بند ہوجائیں۔ اور ہوائی اڈے دشمن کی طیاروں کی پروازوں کے لئے ناکارہ ہوجائیں۔ نیز بڑے فوجی مراکز اور تنصیبات وگریژن وغیرہ کو مسلسل سخت محاصرے میں لیا جائے اور اس طرح انہیں کمزور کرکے بالآخر فتح کیا جائے۔

دوم یہ کہ مجاہدین کے درمیان باہمی جھگڑے ختم ہوجائے۔ اور سوم آزاد علاقوں میں جہادی راستوں کو محفوظ بنادیا جائے۔

میں اب کمانڈروں کی شوریٰ کے اس فیصلے سے اب تک یعنی ۱۵/ عقرب ۱۳۶۹ ھجری شمسی سے ۱۸/ قوس ۱۳۶۹ ھجری شمسی تک ان تمام عسکری کاروائیوں کی تفصیل آپکے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جو اس فیصلے کے نتیجے میں انجام دیئے گئے۔

تنگی تاشقرغان کا اہم راستہ بند کردیا گیا ہے اور دشمن اس راستے سے اپنے امدادی دستے نہیں گذار سکتے۔ شمالی سالانگ، البغلان، پلخمری اور جنوبی سالانگ میں شدید لڑائیاں ہوئیں اور اب بھی وہاں جنگ جاری ہے۔ شاہراہ سالانگ

دشمن کے لئے بند کر دیا گیا ہے اور گذشتہ ایک ماہ کے دوران دشمن کی ایک گاڑی بھی کابل میں داخل نہیں ہوئی۔

چار روز قبل مجاہدین نے بغلان میں دشمن کے ایک فوجی کاروان پر شدید حملہ کر کے پندرہ ٹینک و فوجی گاڑیوں پر مجاہدین نے قبضہ کیا۔ جبکہ درجنوں دوسری گاڑیوں اور ٹینکوں کو لڑائی کے دوران نذر آتش کر دیا گیا۔ وہاں اس فیصلے کے دن سے اب تک جنگ جاری ہے۔

جنوبی سالانگ میں پچاس سے ستر تک ٹینک تباہ کر دیئے گئے ہیں۔ ایک مدت تک بگرام کا ہوائی اڈہ دشمن کے بمبار طیاروں کے لئے ناکارہ رہا۔ آٹھ طیارے اس میں تباہ کر دیئے گئے۔ اسطرح اس ہوائی اڈے کے دو بڑے اسلحہ و گولہ بارود کے ڈپو تباہ ہو گئے۔ اب بھی یہ ہوائی اڈہ پروازوں کے لئے بند ہے۔ اور دشمن کے طیارے اس سے استفادہ نہیں کر سکتے۔

چکری محمد آغا اور کابل کے جنوبی جانب سخت لڑائی جاری ہے پچھلے دنوں مجاہدین نے علندر میں چھ اور دشت بابوس کے علاقے میں بارہ فوجی چوکیاں دشمن کے قبضے سے آزاد کر کے قبضہ میں لی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ لوگر میں دشمن کے متعدد ٹینک اور فوجی گاڑیاں تباہ ہوئی ہیں۔ کابل پر پغمان کوہ صافی اور چکری سے مجاہدین راکٹوں سے حملے جاری رکھے ہوئے ہیں۔ کابل فوج کی گیارہویں ڈویژن کے "خاد" کا رئیس احمد شاہ حال ہی میں مجاہدین کی گولہ باری سے ہلاک کر دیا گیا ہے۔

کابل غزنی شاہراہ وردگ صوبے کے علاقے میں بند کر دیا گیا ہے۔ غزنی میں ایک سو ستر فوجی مجاہدین نے گرفتار کر لئے ہیں وہاں اب بھی سخت لڑائی جاری ہے اور دشمن سخت پریشان ہے۔ لغمان کا گورنر جنرل مہتاب الدین صوبائی دار الحکومت مہترلام پر مجاہدین کے ایک بڑے حملے کے نتیجے میں شدید زخمی ہوئے جہاں سے کابل لے جایا گیا اور وہیں ہلاک ہو گیا۔

جلال آباد سرخ رود میں کابل حکومت کے فوجی مراکز مجاہدین کے سخت دباؤ میں ہیں۔ کابل مزدور رژیم کے دستوں نے یہ محاصرہ ختم کرانے کے لئے سروبی کے علاقے سے مجاہدین پر حملہ کیا لیکن یہ دستے شدید مزاحمت کے بعد پسپائی پر مجبور کر دیئے گئے۔

خوست کا پرانا ہوائی اڈہ بے شمار طیاروں کے ملبے کی وجہ سے استعمال کے قابل نہیں ہے کابل رژیم کے حامیوں نے اس کے ساتھ ایک نیا رن وے بنا دیا لیکن اس پر اب تک پانچ طیارے تباہ کر دیئے گئے ہیں اور ہر ہفتے وہاں ایک دو طیارے لازماً تباہ کر دیئے جاتے ہیں۔ دشمن نے مجاہدین کو پیچھے دھکیلنے کے لئے حملہ کیا مگر ناکامی سے دوچار ہوا اور جانی و مالی نقصانات اٹھانے کے بعد پسپا ہوا۔

زابل کا دار الحکومت قلات مجاہدین کے سخت محاصرے میں ہے۔ قندھار سے انکی امداد اور کمک کے لئے جو فوجی کاروان روانہ ہوا تھا۔ راستے میں مجاہدین کے کامیاب حملوں کے نتیجے میں ٹکڑے ٹکڑے ہوا۔ بعض گاڑیاں نذر آتش کر دی گئیں اور بعض قندھار کی طرف واپس بھاگ گئے۔ قلات جانے والے تمام زمینی راستے بند ہیں اور دشمن

> جہاد کی موجودہ صورت حال کے دوران جو جہادی رہنما اختلافات کا شکار ہیں جہادی کمانڈروں کا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے متحدہ اقدام سے جہادی رہنماؤں کو وحدت قیادت میں آنے پر مجبور کر دیں۔
>
> (مولوی جلال الدین حقانی)

طیاروں سے پیرا شوٹوں کے ذریعے قلات کے محاصرین کو امدادی سامان اور گولہ بارود گرا رہا ہے۔

قندہار کے ہوائی اڈے کی فوجی چوکیوں پر مجاہدین کے حملے جاری ہیں۔ شوریٰ کے فیصلے کے بعد سے اب تک قندہار ایرپورٹ پر تین طیارے مار گرائے گئے اور جلا دیئے گئے ہیں۔ صوبہ ہلمند میں بھی لڑائی جاری ہے۔ جو دستے انکی حمایت کے لئے روانہ ہوئے تھے۔ ارغستان کے علاقے میں مجاہدین کی سخت مزاحمت سے دوچار ہوئے۔ بادغیس، ہرات اور فراہ میں بھی سخت لڑائی جاری ہے، بادغیس کے دارالحکومت کے اطرف میں موجود فوجی چوکیاں مجاہدین نے فتح کی ہیں۔ ہرات سے بادغیس کیطرف جو قافلہ جارہا تھا راستے میں مجاہدین کے حملوں کا شکار ہوا۔

ماضی میں ہر سال موسم سرما میں اکثر مجاہدین اور کمانڈر یہاں پشاور آتے تھے اور عسکری کاروائیاں کم ہو جاتی تھی لیکن رواں سال اللہ کے فضل وکرم سے یوں دیکھتے ہیں کہ سردی کے موسم میں بھی مجاہدین کے حملے اور عسکری کاروائیاں جاری ہیں۔ یکے بعد دیگرے دشمن کی چوکیاں اور مراکز تسلسل کے ساتھ فتح ہوئے ہیں اب بھی سخت لڑائی جاری ہے۔ ماضی کے مقابلے میں اب مجاہدین نے اتحاد اور یکجہتی پر بھی کافی توجہ دی ہے۔ بڑی حد تک باہمی اختلافات ختم کر دیئے گئے ہیں۔ جاری گرم جنگ اور کامیاب کاروائیوں سے ظاہر ہے کہ نجیب جو دعوے کر رہا ہے وہ جھوٹ ہے۔ نجیب یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ مجاہدین، کمانڈرز اور جہادی راہنما اس کے ساتھ اتفاق اور توافق تک پہنچے ہیں۔ لیکن یہ جھوٹ اس لئے ہے کہ سب دیکھ رہے ہیں کہ ماضی کے مقابلے میں سخت لڑائی جاری ہے اگر کوئی اس کے ساتھ اتفاق رائے تک پہنچتا تو پھر جھگڑا نہ ہوتا نجیب کے ساتھ اتفاق ہوتا تو جنگ نہ ہوتی لیکن دیکھتے ہیں کہ نجیب حیران و پریشان ہے۔ اور لڑائی نے زور پکڑا ہے۔

> یہ جہاد پہلے بھی الحاد و فساد کے خلاف تمام عالم اسلام کا جہاد تھا اور اب بھی پوری امت مسلمہ کا جہاد ہے۔
> (الحاج حقانی)

اسی طرح نجیب پچھلے دنوں جنیوا گیا اور پھر بعض افراد کے ساتھ ملاقات اور سمجھوتے تک پہنچنے کا دعویٰ بھی کرتا ہے۔ کمانڈروں کی شوریٰ کا موقف اس سلسلے میں یہ ہے کہ نجیب کے ساتھ مجاہد افغان کسی بھی صورت میں ملاقات نہیں کر سکتے ہر کوئی دیکھ رہا ہے کہ وہ جہاد اور ہمارے مسلمان ملت کا دشمن ہے۔

الحاج حقانی کی تقریر کے بعد جگدلک سروبی کے کمانڈر انور خان نے مختصر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہ پریس کانفرنس اس لئے منعقد کیا گیا ہے کہ نجیب نے دعویٰ کیا ہے کہ اس نے مجاہدین کے بعض راہنماؤں کے ساتھ ملاقات کی افغانستان کے تنازعے کے حل کے سلسلے میں کسی سمجھوتے تک پہنچے ہیں۔ کمانڈروں کی شوریٰ اس قسم کا اقدام حرام اور مردود گردانتی ہے اور جو کوئی یہ کام کرتا ہے۔ اسے افغان مسلمان ملت کا دشمن اور خائن سمجھتی ہے۔

کمانڈروں کے شوریٰ کے بارے میں کمانڈر انور خان نے کہا کہ یہ شوریٰ روز بروز وسیع ہو رہا ہے۔ کمانڈروں کو اس میں شرکت کی دعوت کا کام جاری ہے۔ ہر روز ایک دو نئے کمانڈر شوریٰ سے رجوع کرتے ہیں۔ اور اس کی رکنیت حاصل کرتے ہیں۔

بعد میں نماز عصر جماعت کے ساتھ ادا کی گئی۔ جس کے بعد اخبار نویسوں کو سوالات

کی اجازت دی گئی۔ الحاج جلال الدین حقانی
نے اخبار نویسوں کے سوالوں کا جواب دیا۔
ایک صحافی نے سوال کیا کہ کابل اور اس
کے اطراف میں واقع چوکیوں پر جناب حکمتیار
صاحب کے منصوبے اور قیادت کے تحت حملے
جاری ہیں۔ آپ انہیں کمانڈروں کی شوریٰ کی
کی کامیابیاں کیوں قرار دے رہے ہیں۔ دوسری
بات یہ ہے کہ جہاد کے بہت سے مشہور
کمانڈر تو پشاور میں ہیں پھر وہاں جہاد
کون کر رہا ہے؟

حقانی صاحب نے جواب دیتے ہوئے
کہا کہ حکمتیار صاحب کی عسکری کاروائیاں
مجاہدین اور کمانڈروں کی کاروائیوں سے
الگ کاروائیاں نہیں لیکن یہ حکمتیار صاحب کے
عمومی حملے کے منصوبے کا پروگرام بھی
نہیں جس کا پروگرام انہوں نے ترتیب دیا تھا۔
عمومی حملے کا وہ پروگرام موخر کر دیا گیا جس
کا سبب شدید ترین سردی کا موسم ہے۔
نیز حکمتیار صاحب جو کاروائیاں کرنا چاہتا
تھا وہ ان کمانڈروں کے مشورے اور
تائید سے کرنا چاہتا تھا۔ حکمتیار کبھی بھی
دوسرے کمانڈروں کی ضرورت واہمیت
سے آنکھیں بند نہیں کر سکتا نہ بند کرتا ہے۔
سوال کے دوسرے حصے کے بارے
میں انہوں نے کہا کہ اول وہ یہ ملتے نہیں
کہ اہم کمانڈرز پشاور میں ہیں اب افغانستان
چند محدود کمانڈروں کا مرکز و مورچہ نہیں۔
یہاں پشاور میں گنتی کے چند کمانڈر ہونگے
اور وہ بھی اپنے جنگی مراکز سے وائرلیس
کے ذریعے مسلسل رابطہ رکھتے ہیں پھر ان
کمانڈروں نے مراکز میں اپنے پیچھے ایسے
کمانڈر چھوڑے ہیں جو جنگ کی قیادت کر سکتے
ہیں۔ صدام حسین کویت پر خود حملہ آور
نہیں ہوا تھا۔ بلکہ کمانڈر اور فوج بھیجی تھی۔
اب افغانستان میں بھی جنگ کا دوام ایک
کمانڈر کی موجودگی یا غیر حاضری سے تعلق
نہیں رکھتا۔

ایک اور صحافی نے سوال کیا کہ کہا جاتا
ہے کہ خوست کی فتح کا راستہ آپ نے روکا
ہے۔ کیونکہ ایک تاثر ہے کہ اگر خوست

فتح ہو گیا تو آپ پر امداد بند ہو جائے گی۔
خوست کے سرکاری دستوں کے کمانڈروں نے
ہتھیار ڈالنے کے سلسلے میں آپ کو پیغام
بھی دیا تھا۔ لیکن آپ نے قبول نہیں کیا۔

جناب حقانی صاحب نے اس سوال کے
جواب میں کہا کہ یہ بات عقل سے دور ہے کہ
دشمن نے مجھے ہتھیار ڈالنے کا پیغام دیا
تھا اور میں نے منفی جواب دیا تھا یہ حقیقت
نہیں ہے کیونکہ ایک کمانڈر اخراجات کرتا ہے
شہادت و قربانی دیتا ہے اس لئے کہ
ایک جگہ فتح کرے دشمن پر برتری حاصل کرے
تو پھر یہ بات عقل کے خلاف ہے کہ ایک
جگہ اس قدر دباؤ میں آجائے کہ وہاں کے
فوجی اور لوگ ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہوں
اور اس کے لئے کہا اور ہم ان کا اس قسم کا
پیغام رد کریں یہ بات جھوٹ ہے پروپیگنڈہ ہے
پریس کانفرنس کا آخری سوال یہ تھا کہ کمانڈروں
کی شوریٰ نجیب کے ساتھ مذاکرات کو رد کرتی
ہے۔ اگر نجیب رژیم سقوط کرے تو اس
صورت میں فوری طور پر متبادل قیادت فراہم
کرنے کے لئے کوئی منصوبہ، پروگرام یا ادارہ
آپ کے پاس ہے؟

جناب حقانی صاحب نے جواب دیا کہ
ہاں اس قسم کا ادارہ ہے اور اس سلسلے
میں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی

جہادِ افغانستان کی بارھویں سالگرہ پر خصوصی

رپورٹ

روسی انخلاء کے دوسرے سال بھی جنگ کی شدت میں کمی نہیں آئی ۔
کابل اور صوبائی ہیڈ کوارٹر محاصرے میں ہیں، ملکی اور بین الاقوامی شاہراہ پر مجاہدین کا قبضہ ۔
۲۱۸۵ کابل فوجی ہلاک، ۸۸۲ گرفتار، ۷۷ طیارے ۱۴ ہیلی کاپٹر اور ۳۲۴ ٹینک و بکتر بند گاڑیاں تباہ ۔
۷۹۰ مجاہد شہید اور چھ ہزار شہری جاں بحق، آٹھ ہزار سے زائد فوجی مجاہدین سے آملے ۔

افغانستان سے روس کے فوجی انخلاء کے بعد دوسرے برس افغان جہاد کا اہم پہلو سقوط کابل کی مہم ہے جو ابھی تک جاری ہے ۔

جب نجیب انتظامیہ کے کمانڈر انچیف جنرل شاہ نواز تنی کی قیادت میں فوج نے پہلی بار ڈاکٹر نجیب کے خلاف اقدام کیا۔ بغاوت کی یہ کوشش معروف معنوں میں کامیاب نہ ہو سکی تاہم اس سے یہ تاثر زائل ہو گیا کہ فوج مکمل طور پر نجیب کے ساتھ ہے اور یہ کہ نجیب روسیوں کے لئے ناگزیر بن چکا ہے، ڈاکٹر نجیب نے روسی امداد کے ساتھ باغیوں سے نمٹنے کے بعد روایتی اقدامات کئے، لیکن وہ سمجھ چکا تھا۔ لیکن روس اور امریکہ کے کھیل میں اس کی کیا حیثیت ہے

جنرل شاہ نواز تنی کی بغاوت اور اس کے ساتھ حزب اسلامی کی شمولیت سے افغان جہاد میں طاری جمود یکسر ٹوٹ گیا اور یہ حقیقت پھر واضح ہوئی کہ روسی فوج کی واپسی کے باوجود افغان جہاد نے متعدد مراحل طے کرنے ہیں، اس سال قندھار، غزنی، جلال آباد، کابل پروان، بغلان اور شمالی افغانستان کے بیشتر علاقے چھاپہ مار جنگ کی زد میں رہے جبکہ صوبہ اورزگان مجاہدین نے نجیب انتظامیہ کے تسلط سے آزاد کرا لیا۔ ایجنسی افغان پریس اور مجاہدین کے ذرائع کے مطابق اس سال ۲۱۸۵ کابل فوجی ہلاک اور ۲۹۱۰ زخمی ہوئے جبکہ ۸۸۲ گرفتار کر لئے گئے۔ جنگ میں نقصانات کی

شرح گذشتہ برس کی طرح ہے۔ مجاہدین کے ساتھ شامل ہونے والے فوجیوں کی تعداد گذشتہ برس کی نسبت دگنی ہے، اور کل تعداد ۸۲۱۸ میں افغان فوجیوں کی نصف سے زائد جنرل شاہ نواز تنی کی بغاوت کے دوران مجاہدین سے آملے تھے۔ کابل دستوں کے مقابلے میں ۷۹۰ مجاہدین شہید اور ۹۰۰ سے زائد زخمی ہوئے ان میں وہ مجاہدین شامل نہیں ہیں جو دسمبر کے دوسرے ہفتے جلال آباد کے محاذ پر دریائے کابل کی شمالی سمت گوشتہ اور کامہ کے علاقوں سے کابل فوجیوں کو نکالنے کی کارروائی میں شہید ہو گئے نجیب انتظامیہ کی قید میں مجاہدین اور ان کے ساتھ تعاون کرنے والے افغان شہریوں کی تعداد دس

ہزار سے زائد ہے، جبکہ سیاسی قیدیوں کی تعداد تیس ہزار کے قریب بتائی جاتی ہے۔ گذشتہ برس کی طرح اس سال بھی میزائلوں کی کمی مجاہدین کے لئے کمی بنی رہی لیکن اس کے باوجود کابل انتظامیہ کے ۷۷ طیارے اور چودہ ہیلی کاپٹر تباہ کر دیئے گئے۔ ۱۹۸۹ء میں تباہ ہونے والے طیاروں کی تعداد ۶۲ تھی۔ جب کہ ہیلی کاپٹروں کا تناسب گذشتہ برس کی نسبت آدھا ہے۔ مجاہدین کے قبضے میں آنے والے اسلحے اور گولہ بارود کی بھاری مقدار جنرل شاہ نواز تنی کی بغاوت کے دوران لائی گئی۔ جن میں ۴۳۵۷ کلاشنکوف رائفلیں، ۱۱۵ بھاری مشین گنیں شامل ہیں اس کے علاوہ ۸۱ بڑی توپیں اور دیگر اسلحے سمیت سینکڑوں کی تعداد راکٹ لانچر اور مارٹر گنیں شامل ہیں، چھاپہ مار کاروائیوں میں ۲۰۳ ٹینک اور ۱۲۱ بکتر بند گاڑیاں تباہ کی گئیں جبکہ ۳۲ ٹینک اور ۴۶ بکتر بند گاڑیاں مجاہدین کے ہاتھ آئیں۔ یہ اعداد و شمار روسی فوج کی موجودگی میں ہونے والے نقصانات سے کم ہیں جس کی وجہ چھاپہ مار جنگ کا "کھلی جنگ" میں تبدیل ہونا ہے، جو روسی فوجیوں کی واپسی کے بعد شروع ہوئی تھی۔

اس سال کے دوران مجاہدین کی نمایاں کامیابی طورخم سے تورخیل اور سپین بولدک سے قندہار تک بین الاقوامی شاہراہ پر کنٹرول برقرار رکھنا ہے، اندرونِ افغانستان میں روس سے آنے والی شاہراہ سالانگ اور کابل قندہار شاہراہ بالخصوص غزنی اور قندہار کے درمیان شاہراہ مجاہدین کے قبضے میں ہے۔

روسی جارحیّت کی مذمّت

رپورٹ : ابو خالد

۲۷۔ دسمبر کو جلوزئی اور ورسک میں جلسے

افغانستان پر روسی غاصب اور سرخ افواج کی بلا اشتعال جارحانہ یلغار کے گیارہ سال مکمل ہو گئے۔ گذشتہ سالوں کے معمول کے مطابق اس سال بھی افغان مہاجرین و مجاہدین کی طرف سے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے علاوہ دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی اس جارحیت کی سالگرہ ۲۷ دسمبر کو روسی تجاوز کی مذمت کے حوالے سے پروگرامات منعقد ہوئے اور جلسے کئے گئے۔ پشاور میں مقیم مختلف جہادی مراکز میں جلسے اور محافل منعقد کئے گئے، جن میں گذشتہ گیارہ سال کے طویل عرصے کے دوران درندہ صفت روسی افواج کے ہاتھوں نہتے بے گناہ اور مومن افغان عوام پر ڈھائے گئے مظالم کا ذکر کیا گیا اور دنیا میں افغان مجاہد جیالوں کے زورِ بازو سے شکست خوردہ روسیوں کے چہرے سے نقاب اٹھائے گئے، مجاہد راہنماؤں نے ولولہ انگیز تقریروں میں روسیوں اور ان کے بہی خواہ اور حواریوں کے مذموم اور گھناؤنے عزائم و سازشوں اور منصوبوں کو آشکارہ کیا۔

۲۷ دسمبر ۱۹۹۰ء بروز جمعرات جلوزئی کیمپ واقع پبی میں ایک بڑا جلسہ منعقد ہوا جس میں دوسروں کے علاوہ افغان عبوری

حکومت کے وزیراعظم جناب پروفیسر عبدرب رسول سیاف اور وزیر تعمیر نو بحالیات جناب استاد برہان الدین ربانی نے خطاب کیا۔ جناب پروفیسر سیاف نے اپنے خطاب میں کہا۔ افغانستان پر روسی فوجی یلغار اور اس ملک کو اپنے ناجائز حملے کا نشانہ بنانا تعجب اور حیرانگی کی بات نہیں اور نہ ہی روسی مداخلت کسی اچانک اقدام کے باعث ہوا ہے بلکہ مسلمانوں کے اندرونی معاملات میں کفار کی مداخلت اور دست درازی نیز مسلمان اور کفار کے درمیان معرکہ واقع ہونا ایک استمراری عمل ہے۔

انہوں نے کہا۔ ہماری جنگ کفر و الحاد کے خلاف نہ صرف جنگی مورچوں میں جاری ہے بلکہ دیگر اسلامی ممالک میں ان کے ایجنٹوں کی سرکوبی تک ان کے خلاف ہمارا جہاد جاری رہے گا۔ استاد سیاف نے کہا یہ ایجنٹ وہ لوگ ہیں جن کے ذریعے ماضی میں امت مسلمہ کو کچل دیا گیا ہے۔ تاکہ اسلامی ممالک میں اسلامی تحریکیں قائم نہ ہوں، لیکن ہم مطمئن ہیں کہ جس طرح ترہ کی، امین اور دوسرے

مولوی عبدالوارث

استاد ربانی

استاد سیاف

نے یکے بعد دیگرے اسلامی تحریکوں کو کچلنے کے لئے جو طریقے بروئے کار لائے اور بالآخر تباہی کے کھڈ میں پھینکے گئے۔ یہ ایجنٹ بھی اسی انجام سے دوچار ہوں گے۔ آج بھارت جو پاکستان کے خلاف اٹھ کھڑا ہے۔ یا روس و امریکہ کی مشترکہ سازش کے نتیجے میں شہید جنرل ضیاء الحق شہید کیا گیا۔ یہ اس لئے کہ یہاں اسلامی نظام نافذ ہونے کا سدباب ہو جائے۔

پروفیسر سیاف نے کہا: کہ کفار کو دوست کہنا گناہ ہے۔ کیونکہ وہ اسلام کے دشمن ہیں۔ روس، امریکہ یا انگریز کبھی مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے، سعودی عرب اور کویت کی فراری حکومت روسیوں کو (۴۵۰۰) ڈالر (دس ہزار ملین) امداد دے رہی ہے۔ جبکہ ہمارے مجاہدین جہادی مورچوں میں فاقہ کی حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں، حقیقت میں یہ ممالک نجیب کو رسد پہنچانے کی خاطر روسیوں کو امداد دے رہے ہیں

استاد سیاف نے کہا، ہماری جنگ ایک دن کی نہیں بلکہ ابدی ہے، مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ میدانِ جنگ میں خیمہ زن ہو کر شہادت پائے

آخر میں جناب پروفیسر سیاف نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں آئندہ سال افغانستان میں اس جیسے محافل منعقد کرنے کی توفیق و مواقع فراہم کر دے اور امت مسلمہ کو کفار کی غلامی سے نجات دلا دے۔

جلسہ عام سے جناب پروفیسر برہان الدین ربانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ آج ہم گذشتہ بارہ سالوں کے تلخ تجربات اور حوادث واقدامات کی مذمت کرتے ہیں۔ اپنی قوم کی کامیابیوں اور فتوحات کا جائزہ لینا چاہیئے۔ تاکہ خوبیوں کو اجاگر کر دیا جائے اور غلطیوں کی اصلاح کی جائے۔

انہوں نے کہا۔ افغانستان پر روسی افواج کی یلغار سے لوگ یہ کہنے لگے۔ کہ افغانستان کمیونزم کی جال میں پھنس گیا۔ اور یہاں سے روسی افواج کی واپسی ناممکن ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے لوگ پوچھتے تھے کہ کیا ہمارے افغان مجاہد بھائی آئندہ دو ہفتوں تک روس کے خلاف مزاحمت کر سکیں گے؟ لیکن بعد میں لوگوں نے اپنی آنکھوں سے روسیوں کو بھاگتے ہوئے دیکھا۔

استاد ربانی نے کہا: جہاد افغانستان نے فلسطینی مسلمانوں کی جدوجہد میں نئی روح پھونکی ہے۔ کشمیری مجاہدین نے جہاد افغانستان سے سبق لیتے ہوئے حصول آزادی کی خاطر بھارتی افواج سے لڑائی شروع کی ہے اور انشاء اللہ آخری کامیابی کے حصول تک اپنا برحق جہاد جاری رکھیں گے۔ انہوں نے کہا کہ نجیب کا قصہ ختم ہو چکا ہے، چنانچہ خود روس نے نجیب کے ختم ہونے کا اعتراف کر لیا ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ اپنی کمی پوری کر دیں۔ ایک دوسرے کے خلاف محاذ آرائی چھوڑ دیں، ہوشیار رہیں، انشاء اللہ عنقریب اس بحران و کشمکش سے نجات پا لیں گے۔

روسی جارحیت کی مذمت کے حوالے سے دوسرا بڑا جلسہ پشاور کے قریب (ورسک) میں حزب اسلامی افغانستان کے زیر اہتمام منعقد ہوا جس میں تخطیط و تنظیم کمیٹی کے سربراہ جناب غلام مصطفیٰ (جواد) نے افتتاحی تقریر کی۔ بعد میں ارشاد و فرہنگ کمیٹی کے رئیس جناب دلجو حسینی نے ایک قرارداد کا مسودہ پڑھ کر سنایا۔ جلسے سے حزب اسلامی افغانستان کے نائب امیر جناب مولوی عبدالوارث نے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ اب وقت آگیا ہے کہ افغان مجاہدین افغانستان میں ایک منتخب حکومت تشکیل دیں۔ مگر روس اور امریکہ مکر، حیلہ اور فریب سے کام لیتے ہوئے اس راہ میں روڑے اٹکا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ ہمارے دشمن چاہتے ہیں کہ ظاہر شاہ کو عبوری مدت کے لئے افغان عوام پر مسلط کر کے نجیب کی شمولیت سے انتخابات منعقد کروا دیں۔ لیکن ہم واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ نہ تو ہم سابق شاہ کو کسی طور تسلیم کرتے ہیں نہ ہی نجیب اور اس کے ساتھیوں کو۔ ہم افغانستان میں مکمل اسلامی نظام کے نفاذ تک جہاد جاری رکھیں گے۔

پاکستان کے مختلف مقامات پر غیور اور مومن افغان مہاجرین و مجاہدین کی طرف سے ۲۷ دسمبر کو روسی مداخلت کی مذمت کے حوالے سے مختلف پروگرام، مختلف محافل و مجالس منعقد کئے گئے۔ اور اکثر پروگراموں میں نجیب اور گورباچوف کے پتلے اور روسی جھنڈے نذر آتش کئے گئے۔

حضرتِ اقبالؒ (بار

افغان شہیدو

احمد حسیب قیصر رحمان پورہ لاہور

قومِ افغان محمد کی طلب گار ہوئی — تیری عظمت کہ جہانگیر جہاندار ہوئی
اور دیں کے لئے زحمت کشِ پیکار ہوئی — تیری تکبیر فلک گیر زمیں پار ہوئی

تیری ہیبت سے صنم سہمے ہوئے رہتے تھے
منہ کے بل گر کے ھُوَاللہُ اَحَد کہتے تھے

تم جو جیتے تھے تو جنگوں کی مصیبت کے لئے — تھی نہ کچھ تیغ زنی اپنی حکومت کے لئے
اور مرتے تھے خدا پاک کی عظمت کے لئے — سربکف پھرتے تھے تم دین کی حرمت کیلئے

قومِ افغاں جو زر و مالِ جہاں پر مرتی
حرمتِ دیں کے لئے سرفروشی کیوں کرتی

آج توڑا ہے وہ الحاد کا دفتر تم نے — توڑے فولاد کے سربند وہ بکتر تم نے
سترہ حملے کئے مندر کو کیا سَر تم نے — کاٹ کر رکھ دیئے کفّار کا لشکر تم نے

تم نے پھر زندہ کیا تذکرۂ یزداں کو
خون دیکر ہے سجایا حریتِ افغان کو

غ جنّت میں)

ے کوسپاسنامہ

پھر سے اسلاف کی ہے چاہنے والی دنیا　　تم جو اٹھے ہو تو جا کے ہے سنبھالی دنیا
دین پایا ہے تو افغاں نے پالی دنیا　　ہوتی رشیا کے بھگوڑوں سے بھی خالی دنیا

آج پھر سینہ ہمارا شرّر آباد ہوا !
بعد افغان کے فلسطین بھی آزاد ہوا

بُت صنم خانوں میں کہتے ہیں افغان آگئے　　کس زمانے میں یہ اونٹوں کے حدی خوان آگئے
ایک ماتم ہے کہ کعبے کے نگہبان آ گئے　　اپنی بغلوں میں دبائے ہوئے قرآن آگئے

کلیسا ہے ماتم کدہ کہ برسرِ پیکار ہو تم
ظلمتِ کفر پہ اسلام کی یلغار ہو تم

عزم ہے تیرا سپر جوش ہے شمشیر تری　　سر افلاک پہ گونجی ہے وہ تکبیر تری
میرے افغان آزادی ہے جہانگیر تری　　تو مسلمان ہے تقدیر ہے تدبیر تری

کی محمّد سے وفا تم نے فتح پائی ہے
ہو گئی روس کی میدان میں رسوائی ہے

تجزیاتی رپورٹ

افغان مسئلہ کا پس منظر و پیش منظر

سلطان محمد صدیقی

افغانستان میں روسی فوجی جارحیت کے گیارہ سال مکمل ہو گئے جبکہ افغانستان میں روسی فوجی پسپائی کے دو سال پورے ہونے والے ہیں۔ روسی فوجی پسپائی کے بعد افغانستان میں امن کا قیام اور افغان مہاجرین کی واپسی دو اہم اور بنیادی مسائل ہیں جن کو حل کرنا باقی ہیں۔

افغان مہاجرین کی رضاکارانہ واپسی کا اقوام متحدہ کا قبل از وقت پروگرام ناکامی سے دوچار ہو گیا۔ کہ وہ وجوہات جوں کی توں قائم اور موجود ہیں۔ جن کی بنا پر افغانوں نے اپنا گھر بار چھوڑا تھا۔ جبکہ امن کا قیام بھی ابھی دور کی بات ہے۔

اس وقت جبکہ روس امریکہ ایک دوسرے کے قریب ہو گئے ہیں افغانستان سے روسی فوجی پسپائی کے بعد امریکہ کی دلچسپی افغانستان میں ختم ہو گئی ہے۔ جس کے باعث اس نے مجاہدین و مہاجرین کی امداد میں نہ صرف کمی کر دی ہے۔ بلکہ عملاً یہ امداد معطل ہے۔ جبکہ دوسری جانب روس مسلسل کابل حکومت کو جدید ہتھیار اور گولہ بارود فراہم کر رہا ہے۔ روسی فوجی انخلاء کے بعد وفاق مجاہدین کی بننے والی عبوری حکومت سے جو توقعات

> مخلص مجاہدین کے لئے مجاہدین کے ہاتھوں اسلامی حکومت قائم ہونے کے بغیر کسی قسم کی حکومت قابل قبول نہیں ہے
>
> (الحاج حقانی)

وابستہ تھیں وہ اس پر پورا نہیں اتر سکی اور یہ حکومت ٹوٹ پھوٹ کا شکار رہی کئی بار انتخابات کے انعقاد کا اعلان کیا گیا مگر ابھی تک ان پر عمل نہ ہو سکا۔ خود عبوری حکومت کے وزراء اور رہنما باہمی اختلافات کا شکار ہیں اور یہ مجاہدین و مہاجرین کے مسائل حل کرنے میں ناکام رہی ہے۔ جس طرح یہ عبوری حکومت کابل کی نجیب حکومت کو ختم کرنے میں ناکام رہی اسی طرح یہ اس حکومت کی متبادل بھی ثابت نہ ہو سکی۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ افغانستان میں امریکہ کی دلچسپی ختم ہو چکی ہے اور تمام غیر مسلم قومیں، قوتیں اور طاقتیں افغانستان میں ایک اسلامی حکومت کا قیام برداشت نہیں کر سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ افغانوں کے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد پوری دنیا سے کمیونزم کے اثرات ختم ہو رہے ہیں اور وہاں کمیونزم کے نیچے میں جکڑے اقوام کو آزادیاں مل رہی ہیں۔ خود افغان عوام ابھی تک آزادی کے لیے مسلح جہاد میں مصروف ہیں اور ان کے اس جہاد کے ثمرات اور فوائد سے انہیں دور رکھنے کے لیے عالمی سطح پر سازشیں ہو رہی ہیں۔ کبھی سابق افغان بادشاہ کی قیادت میں حکومت بنانے کی باتیں ہوتی ہیں۔ کبھی نجیب حکومت اور مجاہدین کی مشترکہ حکومت قائم کرنے کی تجاویز دی جاتی ہیں۔

> جہاد و قتال میں شدت اور تیزی کے ذریعے ہم دشمنوں کی سازشیں اور ہمارے برحق جہاد کے خلاف ناجائز منصوبے ناکام بنا سکتے ہیں۔ (الحاج حقانی)

حالانکہ دنیا میں جہاں بھی عوام نے مسلط کردہ حکومتوں کے خلاف مزاحمت کی ہے۔ کامیابی کی صورت میں مستقبل کی حکومت انہی نے بنائی اور قائم بھی کی ہے۔ لیکن افغانستان میں افغانوں کو ایسا کرنے کے لیے نہیں چھوڑا جا رہا ہے۔

خلیج کے بحران نے بھی افغان مجاہدین کی امداد و حمایت میں کمی کر دی ہے اور افغان جہاد کے حامی تشویش میں مبتلا ہیں۔ تاہم امید کی کرنیں پھر بھی نظر آ رہی ہیں۔ افغان مہاجرین کے راہنما ایک دوسرے کے قریب آ رہے ہیں۔ حزب اسلامی اور جمعیت اسلامی نے باہمی اختلافات ختم کر کے تنازعات کے خاتمے اور اتحاد کے قیام کے لیے معاہدہ کر لیا ہے۔ جمعیت اسلامی کے کمانڈر انجینئر احمد شاہ نے بارہ سال بعد پشاور کا دورہ کر کے نہ صرف حزب جمعیت معاہدے کو تسلیم کر لیا ہے بلکہ انجینئر گلبدین حکمت یار سے ملاقات بھی کر لی ہے اور اسی معاہدہ پر عمل درآمد کا یقین بھی دلا دیا ہے۔ افغان کمانڈروں کی شوریٰ بھی قائم ہو گئی ہے۔ جو افغان راہنماؤں کو اپنے باہمی اختلافات ختم کر کے متحدہ قیادت میں آنے پر مجبور کرنے کے لیے دباؤ بھی ڈالیں گے اور پورے ملک میں کمیونسٹ حکومت کے خلاف اپنے حملے بھی مربوط منظم اور متحدہ طور پر کرنے کا پروگرام بنائیں گے۔ اگرچہ یہ شوریٰ ابھی ابتدائی مراحل میں ہے۔ پھر بھی اس سے بڑی توقعات وابستہ ہیں اور اگر یہ شوریٰ کامیاب ہو گئی تو یہ افغان جہاد کے مقاصد حاصل ہونے میں ایک اہم اقدام ہو گا۔

افغان علماء اور کمانڈروں کی شوریٰ

> روس افغانوں کی مزاحمت کے نتیجے میں نکلا ہے۔ نہ کہ اقوام متحدہ کی قراردادوں اور تجویزوں سے۔

نے اپنے اجلاس میں فیصلہ کیا ہے کہ وہ نہ تو اقوام متحدہ کی تجویز تسلیم کرتے ہیں، نہ ہی نجیب حکومت سے مخلوط انتظامیہ کو قبول کرتے ہیں اور نہ ہی غیر جانبدارانہ حکومت ماننے کے لیے تیار ہیں کہ اسلام میں غیر جانبداری کا تصور ہی نہیں ہے۔ افغان کمانڈروں کا فیصلہ ہے کہ افغانستان میں ایک مکمل صحیح اسلامی حکومت کے قیام تک جہاد جاری رہے گا۔ اور دشمن کی تمام تر سازشوں کو مسلسل، گرم اور تیز جہاد کے ذریعے ناکام بنایا جائے گا۔ اور انہوں نے عہد کیا ہے کہ ان علماء کی راہنمائی اور ہدایت پر ہم نے جہاد شروع کیا تھا۔ جہاد جس فتنے کے خاتمے کیلئے شروع کیا گیا تھا، وہ فتنہ جب تک ختم نہیں ہوتا اس وقت جہاد جاری رہے گا اور افغان علماء کی حمایت و تائید کے بغیر جو بھی حکومت بنائی جائیگی اس کی مزاحمت ہو گی۔

اب جبکہ ۲۷ دسمبر کو افغانستان میں روسی جارحیت کے گیارہ سال پورے ہو گئے ہیں، دیکھنا یہ ہے کہ ۱۵ فروری تک افغانستان سے روسی فوج کی پسپائی کے دو سال پورے ہونے تک افغانستان پر روس کی مسلط کردہ حکومت ختم ہوتی ہے۔ یا قائم رہتی ہے۔ اس حکومت کا خاتمہ افغان مجاہدین کے اتحاد و اتفاق میں مضمر ہے۔ جس کے لیے اُمت مسلمہ منتظر ہے۔ اب یہ افغان راہنماؤں کا کام ہے کہ آیا کہ وہ اپنے ذاتی اختلافات ختم کرتے ہیں اور عہدوں اور کرسیوں کی قربانی دے کر اُمت مسلمہ کی توقعات پر پورا اترتے ہیں یا ذاتی مفاد کو عزیز رکھتے ہیں۔

مطیع اللہ عابد
جامعہ پشاور

آپ ! جناب

گورباچوف سے تصوّراتی مُلاقات

" جی جناب آپ مجھ سے کچھ فرما رہے ہیں کہیئے کیا بات ہے."

" نہیں آپ سے نہیں میں تو یہاں روسی صدر گورباچوف سے ملنے آیا ہوں."

" گورباچوف ! وہی تو میں ہوں، یقیناً آپ کچھ لے کر آئے ہوں گے."

" کیا کہا ؟ ! آپ مسٹر گورباچوف ہیں. یہ آپ کیا فرما رہے ہیں. آپ کا میرے ساتھ مذاق نہیں."

" کون پاگل مذاق کرتا ہے آپ سے. میں سو فیصد گورباچوف ہی ہوں، میخائل گورباچوف روسی راہنما."

" لیکن میں کس طرح یقین کر لوں کہ آپ ہی گورباچوف ہیں. آخر آپ اس طرح بدلے بدلے سے کیوں لگ رہے ہیں آپ کو ہوا کیا ہے ؟"

" آپ کو میں کس طرح یقین دلاؤں، دراصل ان چند ماہ و سال میں روس کی معاشی اور سیاسی حالت اتنی ناگفتہ بہ ہو چکی ہے کہ میں بھی اب ناقابل شناخت ہو چکا ہوں، اگر آپ کے پاس کچھ کھانے کے لئے ہو تو مجھے دے دیجئے."

" اول تو میں اس بات کا یقین خود کو نہیں دلا سکتا کہ آپ ہی گورباچوف ہیں اور اگر ہیں بھی تو کیا آپ کی حالت اس قدر بھی بدحال ہو سکتی ہے کہ مجھ جیسے لوگوں سے مانگتے پھرو".

" حالت بدحال ہو سکتی ہے کیا مطلب؟ ہو گئی ہے : آپ کو یقین دلاتے دلاتے کہیں میں بھوک سے مر نہ جاؤں. آپ سوال جواب چھوڑیئے اور کچھ دے دلانے (امداد وغیرہ) کی بات کریں."

" میں یہ کس طرح تسلیم کر لوں کہ عظیم مملکت کا فرمانروا اس حال کو بھی پہنچ سکتا ہے کہ دوسروں سے مانگتا پھرے."

" کونسی مملکت اور کیسی فرمانروائی. سب گئی بھاڑ میں، ہم تو پیٹ کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اگر یہ حال رہی تو ہم ایتھوپیا والوں کی صورت اختیار کر لیں گے."

" آخر آپ ایک سپر پاور ہے، دنیا بھر میں آپ کا دبدبہ ہے اور آپ ایتھوپیا سے اپنے آپ کا موازنہ کر رہے ہیں."

" شاید آپ کافی عرصہ سو کر اب جاگے ہیں ہماری سپر طاقت کب کی ختم ہو چکی ہے اب تو ہم صفر پاور بھی نہیں رہے، ہم تو چھوٹے چھوٹے ممالک سے اشیائے خوردونوش مانگتے پھر رہے ہیں."

" ناقابل یقین ! ایسا ملک جس نے نصف صدی میں تمام دنیا پر اپنا سکہ بٹھا دیا ہو. اُس

کے افواج نے کئی ممالک گھنٹوں میں فتح کئے ہوں جس کے دم سے کئی ملکوں کی دال روٹی چلتی رہی ہو، جس نے ہٹلر جیسے جرمن جرنیل کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا ہو۔ آج اسی جرمنی سے غذائی مواد کے جہاز آرہے ہیں۔"

" میرے پیش روؤں کی شوقِ جہانگیری نے روس کو اس حال تک پہنچا دیا ہے کہ آج روسی صدر بھی بھوکا پیاسا ہے۔ اگر وہ دوسروں کے معاملات میں ٹانگ نہ اڑاتے تو آج ہماری معیشت اس طرح لنگڑی لولی نہ ہوتی۔"

" لیکن حالات تو آپ ہی کے دورِ اقتدار میں خراب ہونے شروع ہوگئے ہیں۔"

" حالات پہلے بھی کچھ اچھے نہیں تھے۔ لیکن بھوکے عوام کی آواز کو دبایا گیا تھا اور دنیا سمجھ رہی تھی کہ حال اچھا ہے۔ جیسے ہی میں نے اُس جال کا منہ کھول دیا تو لوگ روٹی روٹی پکارتے ہوئے سڑکوں پر نکل آئے۔"

" تو آپ پھر اُن کو واپس اُس جال میں دھکیل کیوں نہیں دیتے۔ چپ ہو جائیے اور آپ کا بھرم بھی قائم رہے گا۔"

" کمیونزم کا جال وہ اب اتنا بوسیدہ ہو گیا ہے کہ اب استعمال کے قابل نہیں رہا۔ اس لئے اب اسے دوبارہ بند بھی نہیں کیا جا سکتا ورنہ پھٹ پڑے گا۔"

" روسی عوام اگر روٹی کا مطالبہ کر رہے ہیں تو ساتھ ہی آزادی کا بھی نعرہ لگ رہا ہے۔ اُس کے لئے آپ کیا کر رہے ہیں؟"

" روزی کا مطالبہ تو سُنا جا سکتا ہے لیکن آزادی کا مطالبہ قطعاً برداشت کے قابل نہیں اگر آزادی کا مطالبہ تسلیم کر لیا گیا تو رفتہ رفتہ ماسکو بھی ہمارے ہاتھوں سے نکل جائے گا۔ پھر تو یہ حال ہوگا کہ

"نہ تو زمین کے لئے ہے نہ آسمان کے لئے"

" ایک بات سمجھ میں نہیں آرہی ہے کہ ایک طرف تو آپ بھوکوں مر رہے ہیں اور دوسری جانب کابل انتظامیہ کو خوراک و اسلحے کے جہاز پر جہاز بھجوا رہے ہیں۔ یہ کیا تماشہ ہے؟"

" نجیب انتظامیہ اب ہمارے لئے ایک ناسور بن چکا ہے اُس کی رکھوالی اور حفاظت تو ہماری اپنی ضرورت ہے، لیکن ہماری ضروریات بڑھتی گئیں۔ تو ہم کو نجیب سے چھٹکارا حاصل کرنا پڑیگا ہم اب کیا کر سکتے ہیں؟"

نجیب بھی کافی عقلمند معلوم ہوتا ہے جب سے اس نے آپ کی اس حالت کے متعلق جانا ہے وہ بھی کابل سے پاؤں نکال رہا ہے اور اپنا بوریا بستر گول کر کے اپنے رفقاء سمیت ماسکو اور دہلی کا رُخ کر رہا ہے۔"

" نجیب اور عقلمندی یہ دو متضاد باتیں ہیں اگر وہ عقلمند ہوتا تو ہمارے ہاتھوں میں اس طرح نہ کھیلتا۔ یہ ماسکو اور دہلی" ہجرت" کرنے والی بات بھی اُس کی بے وقوفی کی غمازی کرتی ہے۔ ماسکو میں روسیوں کو کھانے کو نہیں مل رہا ہے ہم نجیبوں کو کہاں سے دیں گے اور دہلی میں تو ویسے بھی ہندوؤں نے نام کے مسلمانوں کے خلاف کلہاڑیاں اُٹھا رکھی ہے۔ نجیب بھی تو صرف نام ہی کا مسلمان ہے۔"

" تمہارے کہنے کے مطابق آپ کا معاشی نظام ابتری کا شکار ہے۔ تو کیا دفاعی نظام بھی اس سے متاثر ہوا ہے کہ آپ خلیج میں فوجیں بھیجنے سے کترا رہے ہیں؟"

" جنگ کرنا ہمیں جتنا عزیز تھا۔ آج ہم جنگ سے اُتنے ہی خوفزدہ ہیں۔ کل جب ہم سپر پاور تھے تو جنگ بازی کی بدولت اور آج جب ہم صفر پاور ہیں تو ایک جنگ ہی کی بدولت جو ہم نے افغانوں سے لڑی۔ چنانچہ ہم مزید کسی جنگ وجدل کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ اسی لئے ہم نے جنگ سے توبہ کر لی ہے۔"

" ایک اخباری خبر کے مطابق اسرائیل سے آپ غذائی مواد درآمد کر رہے ہیں اور اُنہیں روسی یہودی برآمد کر رہے ہیں۔ یہ کیا معاملہ ہے؟"

" یہ معاملہ ایک تیر دو شکار والا ہے اس طرح ہمیں خوراک ملے گی اور کھانے والے کم ہو جائیں گے اور خس کم جہاں پاک کے مترادف اس میں ہمارا ہی فائدہ ہے، اسرائیلی تو ہماری مشکل آسان کر رہے ہیں۔"

" یہ کیا تماشہ ہے صاحب! کہ ایک جانب تو آپ یاسر عرفات کو اپنا یار گردانتے ہیں اور دوسری

جانب اُن کے مقصد کے خلاف سرگرم عمل ہیں، یہ کیا دو رنگی ہے۔ اسرائیل سے بھی یاری اور عرفات سے بھی یاری"؟

"یہی تو سارا ڈرامہ ہے، جس تک آپ دنیا والوں کا ذہن نہیں پہنچ رہا ہے وہ جسے آپ کفر کہتے ہیں وہی تو ہم اور امریکہ ہیں، اور کفر کبھی جدا جدا نہیں ہو سکتے، یہ تو آپ لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے ہم ایک دوسرے کے خلاف بولتے رہتے ہیں، آپ سمجھے کہ نہیں؟"

"میں تو سمجھ گیا ہوں۔ لیکن بدقسمتی سے ہمارے دوستوں کی بڑی تعداد اب بھی اس غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ آپ ہی ان کے "خیرخواہ" ہیں۔"

"آپ میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو ہماری اس چال سے باخبر ہو چکے ہیں۔ لیکن ہم نے بھی اُن کی خوب خبر لی ہے، ہماری تاس اور ریڈیو ماسکو سے زیادہ وائس آف امریکہ اور بی بی سی اُن کے خلاف پروپیگنڈے میں مصروف ہے، رجعت پسند انتہا پسند، بنیاد پرست اور تنگ نظر جیسے القابات سے انہیں یاد کر کے بدنام کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور خیر سے آپ کے ممالک میں ہمارے نمک خوار بھی کثیر تعداد میں مزید چاکری کے لئے موجود ہیں۔"

لیکن اب تو آپ ان نمک خواروں کے لئے نمکین خوراک کہاں سے دیں گے آپ کی اپنی حالت قابل رحم ہوتی جارہی ہیں؟"

"وہ جو کہتے ہیں کہ بُرے وقت کو آتے دیر نہیں لگتی۔ ہمارے اُن نمک خواروں کے دلوں سے افغانستان میں ہماری رسوائی کا غم نہ دھلا ہوگا کہ اب اُن کو ہماری تباہ معیشت کا غم سہنا پڑے گا۔ وہ کم فہم تو اپنے ہمنواؤں کو ہماری مثالیں دے کر خوش کرتے تھے۔ اب تو ہم خود دنیا والوں سے اپنا منہ چھپاتے پھر رہے ہیں۔"

"تو اس کا مطلب ہے کہ سرخ انقلاب اور سرخ ڈولی کے خواب دیکھنے والوں کو اب خواب غفلت سے بیدار ہونا ہوگا۔ اور خواب کو خواب کی حد تک سمجھنا ہوگا۔"

"سرخ انقلاب نے ہمیں یہ دن دکھائے ہیں۔ وہ سرخ انقلاب لا کر اپنے آپ کو کیوں خوار کرتے ہیں۔ مزہ تو سبز میں ہے۔ جب ہر طرف سبز ہی سبز ہو تو دل کو سکون اور پیٹ کو خوراک میسر آئے گی۔"

"اچھا بڑی مہربانی آپ کی مسٹر گورباچوف! میں اب چلتا ہوں کافی دیر تک آپ کی تلاش رزق کی مصروفیات میں خلل انداز ہوا ورنہ اب تک آپ کئی لوگوں سے خیرات جمع کر چکے ہوتے"

"ٹھیک کہتے ہیں آپ بھی اب تو ہماری یہی مصروفیات ہیں کہ کچکول لئے پھرتے ہیں۔ پیٹ کے نام پر سوال ہے بابا جو دے اس کا بھی بھلا جو نہ دے اس کا بھی بھلا۔

تحریر: سیّد عبد اللہ

بابری مسجد کی آڑ میں مسلمانوں کا قتلِ عام کرنے والے ہندو!

ابدالی کا دور یاد رکھیں

اب یہ حقیقت سورج کی طرح روشن ہو چکی ہے کہ دنیا میں جتنی بھی غیر مسلم اقوام ہیں وہ صفِ واحد بن کر مسلمان اور اسلامی ممالک کے خلاف پہلے سے کہیں زیادہ متحرک ہو گئی ہیں۔ اس سے یہ مطلب ہرگز نہیں لیا جانا چاہیئے کہ کفار کبھی مسلمانوں کے دوست اور ہمدرد تھے بلکہ کمزوری اور ضعیف الحالی کی بنا پر وہ کسی حد تک اپنے معاہدوں اور مسلمانوں سے کئے گئے وعدوں پر عمل پیرا رہے تھے اور بظاہر دنیا کے مختلف حصوں میں مسلم اقوام کی مسلمہ آزادی اور حقوق کا مظاہرہ کرنے والے نظر آ رہے تھے۔ مگر اب کھلم کھلا اور برملا انسانی اور بین الاقوامی اصولوں کی پروا کئے بغیر مسلمانوں کی دشمنی مول لے رہے ہیں اور جہاں کہیں بھی انہیں موقع میسر آ جاتا ہے وہ مسلمانوں کی نسل کشی اور اسلامی آثار و نشانات مٹانے سے گریز نہیں کرتے۔

دنیا میں عقیدے کے لحاظ سے دو ہی قومیں رہ رہی ہیں۔ یعنی دنیا نظریاتی طور پر دو حصوں میں بٹ گئی ہے، ایک قوم مسلمانوں کی ہے جو فطرتی طور پر فراخ دل، شجیع، سخاوتی دیگر اقوام کے حقوق کی محافظ اور علمبردار ہیں اپنوں سے زیادہ دوسروں پر رحم کرنے والے اور غیر مسلم ادیان و مذاہب کے ماننے والوں کے حقوق کے پاسدار، ان کے عبادت گاہوں، مندر، گرجوں وغیرہ کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھنے والے ہیں اور جیسا کہ وہ اپنے مساجد اور عبادت گاہوں کے حق میں دوسروں سے قدر و احترام کی توقع رکھتے ہیں، اسی طرح انہیں قدر و احترام دیتے ہیں،

چنانچہ تاریخ اسلام گواہ ہے کہ مسلم حکمرانوں نے کبھی بھی اپنے مفتوحہ علاقوں میں غیر مسلم اقلیتی باشندوں کے عبادت گاہوں کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچایا، اور نہ ہی ان کے مذہبی روایات و رسومات کو زک پہنچایا ہے یہ سب کچھ اس لئے روا رکھا گیا ہے کہ مسلمان ایک آسمانی اور فطرتی دین (اسلام) کے پیروکار ہیں، اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اور اس میں جو قوانین سمائے گئے ہیں وہ عام اور تمام عالم بشریت کے لئے ہیں اور خالقِ کائنات نے اس میں ہر فرد، ہر قوم، اور انسانی معاشرے میں رہنے والے ہر طبقے کے حقوق و فرائض اور معاملات سے متعلق حدود و قواعد اور قوانین کا تعین کر دیا ہے، چنانچہ دنیا کے کسی بھی گوشے میں جہاں مسلمانوں کی اکثریتی آبادی موجود ہو یا مسلمانوں کی حکومت ہو، غیر مسلم اقلیتی باشندوں کو ان کے تمام مذہبی اور معاشرتی حقوق حاصل ہوتے ہیں اور ان کے مذہبی عبادت گاہیں محفوظ رہتی ہیں۔

دوسری قومیت غیر مسلم (کفار) کی ہے یہ قومیت رکھنے والے تمام اقوام کسی نہ کسی طرح مسلمان قوم کی دشمنی اور نابودی پر تلے ہوئے

ہیں۔ یہ لوگ ذاتی اور اجتماعی طور پر مسلمانوں سے کئے گئے اپنے وعدوں کی مخالفت کرتے ہیں اور مسلمانان عالم کے روشن مستقبل سے خائف ہیں، اس لئے وہ زور لگا کر روئے زمین سے اسلام، مسلمانوں اور ان کے تاریخی آثار، دینی معابد اور مذہبی نشانات مٹانے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔ بابری مسجد کا مسئلہ اسی نوع کفری عزائم اور ہندو مت کے مذموم ارادوں، ہٹ دھرمی اور سازشوں کا نتیجہ ہے۔

باوثوق دستاویزات اور تواتر اس حقیقت کے گواہ ہیں کہ اجودھیا میں موجود جگہ پر بابری مسجد کی تعمیر کسی مندر یا ہندوؤں کے کسی باپ دادا کی جنم بھومی پر نہیں ہوئی ہے یہ مسجد مغل خاندان کے بادشاہ ظہیر الدین محمد بابر نے تعمیر کروائی ہے، چنانچہ کئی دفعہ یہ تنازعہ بھارت کی اعلیٰ عدالتوں تک پہنچایا گیا ہے اور ہر بار عدالت نے مسلمانوں کے حق میں فیصلہ دیا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہندوؤں کو یہ فیصلہ قبول نہیں رہا۔

مسلمانان عالم کے لئے یہ لمحۂ فکریہ ہے کہ بھارت میں ان کے عبادت گاہوں پر بے وقوف گئے پرستوں کی طرف سے تاخت و تاز ہو رہا ہے، درحقیقت یہ مسلمانوں اور اسلامی ممالک کی توہین اور مسلمانان عالم کے خلاف ایک سوچا سمجھا منصوبہ ہے، جس میں روس امریکہ اور دنیا کی تمام کفری طاقتیں برابر کی شریک ہیں، لیکن ہندوستانی بتوں کی پوجا اور گائے کی پرستش کرنے والوں کو سمجھ لینا چاہئے کہ دنیا میں احمد شاہ ابدالی کی اولاد اب بھی موجود ہے، جس طرح ابدالی بابا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے کہنے پر ہندوستان کے لئے رخت سفر باندھ کر پانی پت کے مقام پر ہندوؤں کو عبرت ناک سبق سکھایا تھا اب بھی اس کی اولاد بھارت میں دینی عبادت گاہوں کی حفاظت اور اپنے مسلمان بھائیوں کی دادرسی کے لئے ہندوؤں کے دروازوں پر دستک دے سکتے ہیں، افغان مجاہدین تو ویسے ہی بھارتی ہندوؤں کے آقا اور ہمخیال بھائیوں سے برسرپیکار ہیں ان کا آقا تو اب آمو کے اس پار اپنے زخم چاٹ رہا ہے۔ جبکہ ان کے دوسرے ہم خیال دہری بھائی بھی عنقریب کیفر کردار تک پہنچنے والے ہیں۔

بھارتی سیکولر حکومت کو ہوش و عقل سے کام لینا چاہئیے۔ اسے چاہئے کہ بھارتی مسلمانوں کے خلاف ہٹ دھرمی اور منافقت کا سلوک چھوڑ کر دنیا کی سب سے بڑی اقلیت کے جان و مال، مذہبی عبادت گاہوں اور مساجد کے تحفظ کو یقینی بنائے۔ کیونکہ ایسا کرنا اس کی اہم ذمہ داریوں میں سے ہے،

اس ملک کے عوام خواہ جس بھی قومیت سے تعلق رکھتے ہوں کو اپنا آپ قابو میں رکھنا چاہئیے۔ اور دیگر مذاہب کے ماننے والوں کے لئے باعث اذیت نہیں بننا چاہئیے۔ اگر بھارتی حکومت اپنی ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے میں ناکام رہی اور مسلم کش فسادات اور مسلمانوں کے مساجد و دیگر عبادت گاہوں سے متعلق مسائل سے غفلت برتتی رہی تو پھر اسے تمام عالم اسلام کا بالعموم اور افغان مسلمان مجاہد عوام کے غیض و غضب کا بالخصوص نشانہ بننے کا انتظار کرنا چاہئے۔

بابری مسجد کا مسئلہ محض بھارتی مسلمانوں کا نہیں بلکہ تمام امت مسلمہ کا حیاتی مسئلہ ہے۔ اور موجودہ حالات میں یہ مسئلہ دنیائے اسلام کے لئے پریشانی اور تشویش کا سبب بنا ہوا ہے۔ اس لئے نام نہاد جمہوریت کی دعویدار بھارتی حکومت کو نہایت عقلمندی اور ہوشمندی سے قدم اٹھا کر مستقبل میں نہ صرف بھارتی مسلمانوں بلکہ تمام دنیائے اسلام کی غیض و غضب اور لازوال دشمنی سے اجتناب کرنا چاہئیے۔

امت مسلمہ سے ہماری پرزور اپیل ہے کہ وہ بھارت میں بابری مسجد کی آڑ میں مسلمانوں کے قتل عام کا سخت نوٹس لیں اور اپنی صفوں میں پہلے سے کہیں زیادہ اتحاد پیدا کر کے اپنے خلاف آئے دن نت نئے سازشوں کو بے نقاب کر کے کفری طاقتوں کے مذموم

(باقی ص پر)

سلطان صدیقی- پشاور

تبصرۂ کتب

کتاب کا نام :-	خون کی پکار
مرتب :-	الحاج عبدالباری ننگیالؔ
مہتمم :-	فضل ھادی وردگ
ناشر :-	فرہنگ جہاد (کلچر آف جہاد)
صفحات :-	۳۱۰
قیمت :-	۵۰ روپے

دنیا کی سُرخ سامراجی جارح قوت اور مادی وسائل کے لحاظ سے دنیا کی ایک سپُر طاقت روس کو شکست دے کر کمیونزم کو پوری دنیا سے پسپائی اختیار کرنے پر مجبور کرنے والے افغانوں کی عظیم تحریک مزاحمت کے حوالے سے مختلف تاریخی، واقعاتی، تجزیاتی اور تحقیقی کتابیں، ناول اور افسانے لکھے گئے ہیں، لکھے جا رہے ہیں اور آئندہ لکھے جائیں گے لیکن الحاج ننگیال کی مرتب کردہ کتاب "خون کی پکار" اس لحاظ سے منفرد اہمیت اور مقام کی حامل ہے کہ اس میں ایک سو تیرہ شعراء کی وہ نظمیں جمع کی گئی ہیں جو افغان جہاد کے حوالے سے تخلیق کی گئیں اور مختلف اخبارات و رسائل میں چھپ گئے ہیں۔

اس مجموعے میں جہاں نعیم صدیقیؒ، ہارون الرشید، مظفر وارثی، اعجاز رحمانی (مرحوم)، محمد نعیم عارفی (مرحوم) اور ضیاء الاسلام انصاری جیسے بزرگوں کا کلام ہے، تو وہاں جامعہ کراچی کے سابق طالب علم نوجوان شاعر احمد حاطب صدیقیؔ کا کلام بھی ہے۔

وہ جنگ کہ جس سے ارضِ جبل میں گھر گھر آتش باری ہے
وہ بستی بستی پھیلی ہوئی جو ایمان کی سرشاری ہے
وہ جان کی بازی جس کے سبب اغیار پہ دہشت طاری ہے
وہ ارضِ وطن کی سرحد پر جو سمتِ شمال میں جاری ہے
وہ ساری جنگ ہماری ہے

اس مجموعہ کلام میں جہاں بھارتی راہنما اٹل بہاری باجپائی، سید احمد عروج قادری، (رامپور بھارت) بیاض سونی پتی (بھارت) واقف جے پوری، انور حافظ آبادی، یونس حسرت امرتسری، یزدان جالندھری، کمال سالار پوری، حمید اللہ خان ضیاء اسلام پوری، پروفیسر اسرار احمد سہاوری، نظیر شاہجہان پوری اور سرور بجنوری کا کلام ہے تو وہاں ایک جگہ پشتو سے گل بادشاہ کا اور دو جگہ عربی سے مظہر سید عالم کا منظوم ترجمہ بھی شامل ہے۔

افغان جہاد کے حوالے سے اُردو زبان کے

شعراء کا کلام کسی حد تک ایک جگہ اکٹھا کرنے کا یہ کام یقیناً اہمیت کا حامل ہے اور اس کے لئے الحاج ننگیال قابلِ مبارک باد ہیں۔

اس کتاب پر مزید کسی تبصرے کی بجائے ہم اس کے مرتب الحاج ننگیال کی تحریر کردہ طویل مقدمے کے آخری دو پیراگراف نقل کرنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

"اردو زبان و ادب جو اسلامی ادب کے مالا مال خزینہ ہی کا ایک قیمتی حصہ ہے، علوم و فنون کے عظیم ذخائر پر مشتمل ہے، اسی بنا پر اسے عقائدی اشتراک کے ایک مضبوط رشتہ اور یکجہتی کی ایک پائیدار و مستحکم زنجیر کی حیثیت بھی حاصل ہے۔

یہ انقلابی ترانے اور ادبی شہ پارے اسلامی جذبۂ جہاد بیدار کرنے اور تحریک مزاحمت کو زندہ و تابندہ رکھنے میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ ان سے اسلامی امت کی عظمت و شکوہ کی یادوں کو جلا ملتی ہے اور حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ارشاد گرامی کے مطابق اللہ تعالیٰ کی نظر میں ان کے قلم کی سیاہی خونِ شہیدان کی مانند منبع عظمت و گرامی ہے۔"

بقیہ: ابدالی کا دور

اور گھناؤنے عزائم و ارادوں کو خاک میں ملا دیں۔

جہاں تک بابری مسجد کے مسئلے سے افغان مجاہد عوام کا تعلق ہے تو وہ جس طرح افغانستان میں اپنے دین و وطن کی آزادی کی خاطر مسلسل گذشتہ تیرہ سالوں سے روس جیسی کاغذی سپر طاقت اور ان کے حلقہ بگوش غلاموں کے خلاف نہایت جرأت مندی اور مردانگی سے لڑتے رہے ہیں۔ اسی طرح اپنے بھارتی مسلمان بھائیوں کو ان کے حقوق دلوانے، بابری مسجد اور دیگر تمام دینی و مذہبی معابد اور اسلامی نشانات کے تحفظ کے لئے بھارتی سامراج بتوں کی پوجا اور گائے کے پرستش کرنے والے بے ضمیر ہندوؤں سے جہاد کرنے کے لئے تیار و چوکس ہیں۔ ہم مسلمان ہیں اور دنیا کے کسی بھی گوشے میں اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد و پشت پناہی کے لئے کمربستہ ہیں۔

بابری مسجد کے آڑ لے کر بھارت میں بے گناہ مسلمانوں کا قتل عام امت مسلمہ کی ہمت و غیرت کو چیلنج کرنے کے مترادف ہے آج بابری مسجد منہدم ہوگئی۔ تو کل مسلمانوں کے تمام دینی عبادت گاہوں کے انہدام سے دریغ نہیں کیا جائے گا اور آخر کار خدانخواستہ مسلمان ممالک اور ان کی موجودیت تک خطرے میں پڑ جائے گی۔

مسلمانو! خدارا مزید خوابِ غفلت میں نہ رہو۔ جاگو! اپنا اسلامی تشخص برقرار رکھنے کی خاطر جاگو! جاگو! اور اپنے وجود کو تحفظ دو۔ باہمی اختلافات ختم کرو اور جس طرح ارشادِ خداوندی ہے کہ "مسلمان بھائی بھائی ہیں" اور دشمن کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح متحد و متفق ہو جاؤ۔ کفار کی مکاریوں سے ہوشیار رہو۔ ورنہ نفاق میں رہ کر تمہارا نام و نشان مٹ جائے گا۔ اور پھر تمہاری داستان تک بھی نہ ہوگی، داستانوں میں۔"

افسانہ

دو چار گام جب کہ لبِ بام رہ گئے

تحریر: الحاج ننگیال
ترجمہ: سلطان صدیقی

فاروق آج سارا دن خیمہ میں پریشان پڑا تھا۔ نہ تو شام کے وقت اپنے دوستوں ساتھیوں کے ہمراہ نہر کے کنارے پر نکلا۔ نہ ہی ان کے ساتھ گپ شپ اور باتوں کے لئے تیار ہوا۔ اس کے چہرے کا رنگ سوچوں فکروں اور پریشانی سے کالا پڑ گیا ہے۔ اس کے پپوٹے پول گئے تھے اور آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں

رات کا کھانا اس نے بڑی مشکل سے دو تین نوالے زہر مار لئے خیمے کے ساتھیوں نے جتنا بھی اس سے حال احوال پوچھا۔ پریشانی کا سبب معلوم کرنا چاہا۔ بیماری یا کسی اور بات کے بارے میں دریافت کیا۔ مگر فاروق نے صرف ایک ہی جواب دیا کہ ٹھیک ہوں کوئی بات نہیں۔ یہ بات کرتے وقت وہ یہ الفاظ اس قدر دھیمے لہجے میں ادا کرتا کہ مخاطب ہونٹوں کی حرکتوں سے بات سمجھ پاتا یوں لگتا تھا جیسے اس پر کابوس بیٹھا ہو یا اس کے منہ پر کسی نے ہاتھ رکھا ہو۔ لیکن اس کے ساتھ ہی بیساختہ طور پر اس کے ہونٹوں پر تبسم بھی دوڑ جاتا۔

فاروق چار ماہ قبل مجاہدین کے ایک گروپ کے ساتھ پشاور آیا تھا۔ جہاں وہ ان کے ایک مرکز میں پڑا تھا۔ اور اب وہ اس بات پر بھی حیران اور غصہ تھا کہ اسے کیوں پشاور آنے کا اتنا بڑا اشتیاق تھا۔ ڈیڑھ سال قبل جب فاروق کے والد کابل میں کیمونسٹ رژیم کے ہاتھوں قید کر لئے گئے۔ اور رزق کے حصول کا وہی ایک راستہ بھی اُن پر بند ہوا تو ان کا گھرانہ ایک بار پھر شہر سے واپس اپنے گاؤں چلا گیا۔ انہوں نے گاؤں کے پرانے کچے مکان اور محدود سی زمین کو اپنے لئے غنیمت سمجھتے ہوئے دوبارہ وہیں رہائش اختیار کر لی۔

فاروق نے زندگی کے اٹھارویں بہار میں قدم رکھا تھا۔ جوانی کے جوش و جذبے اور حوصلے و جرأت نیز والد کی قید و بند اور احساس انتقام نے اس کا دل اور بدن گاؤں میں پہلے ہی روز سے علاقے کے مجاہدین کے ایک گروپ کے ساتھ لگا دیا تھا اور وہ ان میں شامل ہو گیا تھا۔ گھر پر بیٹھنا اس کے لئے ایسا تھا گویا آگ کے توے پر بیٹھا ہو اگر دو تین دنوں میں مجاہدین کے مرکز نہ جاتا تو اسے اپنا دل پھٹتا ہوا محسوس ہوتا۔ جنگی مرکز میں وہ انٹی ائر کرافٹ گنوں اور مارٹر توپوں کے اردگرد بے تابی سے گھوما کرتا اور وہاں کسی بھی کام کے لئے ہر وقت کمر باندھے رکھتا

اسی محبت اور جذبے نے معصوم فاروق سے ایک چست اور جری مجاہد بنا دیا، ہر عسکری کاروائی کے دوران اس کی بہادری اور جرأت کے قصے ہر ایک کی زبان پر ہوتے۔ فاروق مزید کابل کے سکول کا وہ فیشنی اور لاڈلا جوان نہیں رہا تھا کہ جس میں سختی برداشت کرنے کی طاقت ہی نہ ہو یا جو گرمی اور سردی برداشت نہ کر سکتا ہو۔ وہ اب پہاڑ کی طرح مستحکم ہو گیا تھا۔ کوئی یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ وہی فاروق ہے جو کچھ عرصہ قبل کابل شہر میں نازوں میں پلتا اور فیشنوں میں کھیلتا رہا بلکہ آج وہ پہاڑوں اور پتھروں کی طرح سخت فولادی بازو، چوڑا سینہ، لمبی گردن اور خوبصورت رنگ و روپ کا باہمت اور

مضبوط جوان تھا.

جہاد کے ساتھ بے پناہ محبت نے اسے اس کے لئے بھی آمادہ کیا کہ ہجرت کا راستہ بھی اپنائے. اللہ جانے اسے کیسے پشاور جانے کی ہوس نے پاگل سا کر دیا تھا. قصہ خوانی چوک یادگار، باڑہ، ہشتنگر اور اس قسم کے دوسرے کئی نام اس نے کتابوں اور اخبارات و رسائل میں پڑھے تھے اور انہیں دیکھنے کے شوق نے اس کے دل میں گھر کر رکھا تھا وہ مجاہدین کے راہنماؤں اور جہادی مراکز دیکھنے کے لئے کھلا جا رہا تھا انہی خواہشوں، شوق و ہوس اور کششوں نے اسے مجاہدین کے ایک ایسے گروپ کے ساتھ ملا دیا جو پشاور جا رہا تھا. ماں سے اس نے منت و زاری اور جھوٹے سچ کے ساتھ بڑی مشکل اور نہ چاہتے ہوئے اجازت حاصل کی تھی اور ندی نالوں پہاڑوں اور جنگلوں کے راستے بالآخر پشاور پہنچا تھا. جہاں یہ اس کا پانچواں مہینہ تھا کہ اپنی پشاور آمد پر پشیمانی کے دن اور گھڑیاں گنتا رہا.

پشاور آنے کی اپنی خواہش اور شوق پر اُسے ہنسی آتی رہی اور یہ اسے بہت بُرا دکھائی دیتا رہا. لیکن اب وہ مجبور تھا. کہ مجاہدین کے گروپ سے کئے گئے وعدے کے مطابق ہی ان کے ساتھ واپس چلا جائے.

—— • ——

گذشتہ روز علاقے کے چند نئے افراد معمول کے مطابق موسم سرما میں محنت مزدوری کے لئے پاکستان آئے جن میں دو افراد فاروق کے گاؤں کے تھے وہ دوستوں، رشتہ داروں اور جاننے والوں کے حال احوال سے متعلق خط اور پیغامات پہنچانے کے لئے مجاہدین کے مرکز آئے تھے وہ فاروق کو بھی گھر کا حال احوال بتا رہے تھے تاہم باتوں کے دوران انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ گاؤں کے لوگوں نے دو دن اکٹھے ہو کر اس کی والدہ اور بھائیوں کے لئے موسم سرما کی خاطر لکڑی اور دوسری اشیاء ضرورت جمع کر لیا تھا. گاؤں کے غریب ملاقاتی نے تو یہ بات فاروق کا حوصلہ بڑھانے اور اسے مطمئن رہنے کے لئے کہی تھی. لیکن یہ بات درحقیقت فاروق کے دل و جگر کے آر پار اس طرح نکلی تھی. جیسے زہر آلود نشتر ہو اس نے اُس کے دل پر ایسا دردناک اثر کیا تھا. گویا شمع کی طرح رفتہ رفتہ گھُل رہا تھا. اور آج تو سارا دن اسے اپنی آنکھوں میں اپنی ماں، دو بھائیوں اور چھوٹی بہن کا بے نور سا چہرہ دکھائی دے رہا تھا موسم سرما کی سخت سردی اور اپنے بھائیوں و چھوٹی بہن کے غیر مناسب لباس، یخ بستہ بدن اور بیماریوں کا تصور اس کے دل سے تیر کی طرح گزر رہا تھا.

فاروق کے ذہن میں اُس رات کا ایک واقعہ آسمانی بجلی کی طرح کوندنے لگا. جب اس کی ماں اس کے لئے روغنی روٹیاں پکا رہی تھی بھائی اور چھوٹی بہن نصف شب تک یوں ہی جاگ رہی تھی اور اس کے کپڑے اور دوسرا سامان سفر جمع کر رہی تھی. اس شب کا وہ آخری پہر اسے یاد آیا. جب اس کی ماں نے سفر کے لئے سامان کی پوٹلی باندھ کر اسے دی، بہن اور بھائی خاموش لب، دِل بھرے وسوسوں کے ساتھ خوف زدہ مگر خاموش انداز میں اسے دیکھ رہے تھے اور پھر صبح سورج کی پہلی کرن کے ساتھ ماں نے کسی کونے میں ضرورت کیلئے جمع کر کے خفیہ رکھے مقام سے نکال کر پورے پانچ سو افغانی روپے اسے دیئے اور بہتے آنسوؤں کے ساتھ اس کے منہ پر بوسہ لے کر رخصت کیا وہ دیکھ رہا تھا کہ گاؤں کی مائیں بہنیں اپنے عزیز و اقارب کو خدا حافظ کہنے کے لئے جمع ہوئیں تھیں اور کافی دیر تک بام سے ہیجان و اضطراب، آنسوؤں اور دعاؤں کے ساتھ انہیں جاتے دیکھ رہی تھیں.

آج دسواں روز تھا کہ فاروق مجاہدین کے مرکز کے مشرقی جانب ایک عمارت کی تعمیر میں بیس روپے یومیہ کے حساب سے راج مزدوری کر رہا تھا. رات کو تھکا ہارا خیمے میں لوٹتا. اس کی خواہش تھی کہ بہار کے موسم اور گروپ کی روانگی تک اتنا کچھ کما لے کہ کافی اور مناسب حد تک نہ صحیح کچھ نہ کچھ سردیوں کے لئے گذارہ تو ہو جائے گا. آج سارا دن اس نے سیمنٹ بجری کی بالٹیاں چلائے، ہوا سخت سرد تھی سیمنٹ بجری کے وزنی بالٹی اور لکڑی کے اونچے زینے پر چڑھنے کی محنت نے اِس سخت سردی میں اس کے بدن کو پسینے میں نہلا دیا تھا. سارا دن سخت محنت

طلب کام کرنے کے بعد شام کو جب وہ اپنے خیمے میں لوٹا تو ہلکے بخار سے اس کا بدن تپ رہا تھا ناد الجبین کی دو گولیاں ایک ساتھ کھا کر وہ کمبل میں گھس گیا ساری رات اُس نے بخار اور درد کی وجہ سے آنکھوں میں کاٹی، صبح ہم خیمہ ساتھیوں نے اسے کام پر نہیں جانے دیا. گروپ انچارج نے اسے درخواست لکھنے کے لئے کہا تاکہ اس کے لئے کسی کمک و امداد کا بندوبست کیا جاسکے وہ درخواست لکھنے کے لئے آمادہ نہیں تھا اور نہ ہی اس طرح کی امداد حاصل کرنا اُسے پسند تھا. اس کے ایک ساتھی نے اس کی جانب سے درخواست تحریر کر دی. گروپ کمانڈر نے درخواست تہہ کر کے جیب میں رکھ دی اور اس کی طرف اس انداز میں دیکھا جس سے بے بسی اور بے چارگی کا ایک پوشیدہ احساس نظر آرہا تھا.

تیسرے روز سرگروپ نے جب مرکز کے امیر سے درخواست واپس حاصل کی تو اس پر ایک پیچیدہ مگر خوبصورت دستخط کھا اوپر صرف اتنا تحریر تھا "نمائندہ دفتر"

سرگروپ اس کے بعد درخواست اور کمک و امداد کی بات زبان پر بھی نہیں لایا، نہ ہی فاروق نے اس کے بارے میں کبھی استفسار کیا، صحت یاب ہونے کے بعد فاروق کو مرکز میں مزید محنت مزدوری پسند نہ آئی اور بازار کی طرف نکلا. پہلے اس کا واسطہ ایک پتھر دل ٹھیکہ دار سے پڑا، جس نے پختہ سڑک کے ساتھ شاہی کھڈہ تعمیر کرنے کا ٹھیکہ لیا ہوا تھا. اور اس سلسلے میں ایک جگہ پختہ سڑک کا سوا دو گز حصہ کھودنا تھا. پختہ سڑک پر جبل اور ہتھوڑے کی وار کے ساتھ اس کے منہ اور چہرے پر مٹی اور ریت یوں اٹھ کر گرتے جیسے جنگی مورچے کے آس پاس دشمن کے توپ کا گولہ لگنے سے مٹی اور ریت وغیرہ اُڑ کر اس کے سر اور کمر پر لگتے، یوں ہر وار کے ساتھ اسے وہ لمحے یاد آجاتے. سات دن تک اس نے پختہ سڑک و زمین کا سینہ چیرا لیکن اگلے روز ٹھیکیدار کے منشی کی یہ بات کہ آپ کاہل..... اس کے دماغ کو بری لگی اور یوں کام کے دوران اس نے جبل اور ہتھوڑا پھینک دیا. اپنا چادر اٹھایا اسے گرد جھاڑا کندھے پر ڈالا اور کام چھوڑ کر اپنی راہ لی. دل میں کہا کہ فقیر کے لئے ایک دروازہ بند ہزار کھلے. میں دوسری جگہ کام کر لوں گا.

فاروق کی محنت مزدوری کی تیسری منزل سٹیشن میں ایک چار منزلہ عمارت میں سیمنٹ کی بالٹیاں لے جانا تھا. مقامی مزدوروں کی عادت تھی کہ وہ سر پر بالٹی رکھ کر لے جاتے تھے جبکہ فاروق کندھے پر رکھ کر لے جایا کرتا تھا. اگرچہ کندھے پر بالٹی لانے لے جانے میں اس کے کام کی چستی اور تیزی میں کسی قسم کا فرق نہیں آرہا تھا لیکن جو بوڑھا آدمی یہاں مزدوروں کی نگرانی کر رہا تھا اور سارا دن پرانی کرسی میں سیدھا بیٹھا ان کے سروں پر مسلط رہتا. فاروق کو بالٹی کندھے پر لے جانے کو نہیں چھوڑ رہا تھا اور اسے بھی اس بات کا پابند سمجھتا رہا کہ وہ بھی دوسرے مزدوروں کی طرح سر پر بالٹی رکھ کر لے جایا کرے. فاروق نے یہاں گیارہ دنوں کی مزدوری میں خونِ جگر پیا. کام کی زیادتی اور تھکاوٹ اسے اتنا پریشان نہیں کر رہی تھی جتنا اس بوڑھے کی طنز بھری باتیں اس کا دل دُکھا رہی تھی. یہاں اللہ تعالیٰ نے فاروق کی آہ وزاری سنی اور گروپ کی وطن واپس روانگی کا وقت آپہنچا.

فاروق نے خیبر بازار کی تمام دکانوں کو ایک نظر دیکھا دو تین بار اس نے پورے بازار کا چکر لگایا اس کا دل چاہ رہا تھا. کہ بھائیوں، بہن اور ماں کے لئے کچھ خرید لے، لیکن "خالی ہاتھ تو میرا دشمن ہے" وہ ہر دکان کے سامنے سے بادل ناخواستہ گزرتا رہا اور یہ جرأت نہیں کر پا رہا تھا کہ کسی دکان میں اپنی پسند کی چیزوں کا سودا کریں. چوتھی بار جب وہ بازار کا چکر لگانے لگا تو ایک آدھ چیز خریدنے کا حوصلہ کیا.

اس نے بھائیوں کے لئے ایک ایک جوڑہ پشاوری چپلی اور بہن و ماں کے لئے ایک ایک چادر خرید لی. اس نے سامان کی ایک پوٹلی بنا دی جو اس پوٹلی سے بھی چھوٹی تھی جو گھر سے پشاور کے لئے روانہ ہوتے وقت ماں نے اس کو روغنی روٹیوں اور پختہ انڈوں کی دی تھی. لیکن وہ پھر بھی خوش تھا کہ اپنے وطن واپس جا رہا تھا. آئندہ پشاور کا نام کبھی نہیں لوں گا زندگی

بھی اپنی وطن کی اور موت بھی۔

جب اس نے پاکستانی کرنسی کو جو اس نے محنت مزدوری کر کے جمع کی تھی، افغانی نوٹوں میں بدل لیا تو کسی قدر اس کے دل کو اطمینان ہوا۔ اگرچہ اسے احساس تھا کہ یہ چند ماہ جب وہ پشاور میں اپنی پشیمانی کے احساس کے ساتھ ہاتھ بہ گریبان تھا وطن میں قیمتیں آسمان تک پہنچ گئی ہیں۔

واپسی میں پاک افغان سرحد پر جب تری منگل کوتل کے سرے پر اس نے قدم اپنی وطن کی سرزمین پر رکھا تو ایک بار گہری نفرت انگیز نظروں سے نیچے پیچھے کی طرف دیکھا، گویا بہت تلخ یادیں لے کر جا رہا ہو۔ بار بار زیریں علاقے کی طرف گہری دردناک نظروں سے دیکھنے کے بعد وہ آگے کی طرف مضبوط اور قوی قدموں سے روانہ ہوا۔ اس کی آنکھوں میں امید کی ٹمٹماتی روشنی چمکی، ساتھیوں کی طرف معنیٰ خیز نظروں سے دیکھا جیسے انہیں اپنے وطن پہنچنے کی اطلاع دے رہا ہو۔ کہا! اپنا وطن اپنا وطن ہوتا ہے اور پھر چستی و تیزی سے اپنی راہ لگ گیا۔

الٹی سیدھی راستوں سے گزرتا رہا۔ بڑی بڑی پہاڑیں اور خطرناک چٹانیں پیچھے چھوڑتا رہا۔ کہیں پر گھوڑا پھسلا تو کہیں پر سامان گرا، کہیں راہ سے ادھر ادھر ہوئے تو کہیں پر طیاروں نے آکر بمباری کر دی، کسی جگہ بارودی سرنگوں کا خطرہ تو کہیں دشمن کی گھات کا خوف، بہرحال وہ ان سب کچھ کے باوجود اپنی راہ چلتے رہے اور تیزی کے ساتھ اپنی منزل کی طرف بڑھتے رہے راستے میں جگہ جگہ دشمن کے تباہ شدہ اور نذرِ آتش ہونے والے ٹینکوں وغیرہ کے ڈھیر پر ہنستے رہے۔

تیسرے روز وہ وادی لوگر میں آب چکان کے بڑے دشت تک پہنچ گئے۔ سخت اندھیری رات تھی۔ ستارے ایک دوسرے کے ساتھ آنکھ مچولی کھیلتے ہوئے چمک رہے تھے۔ چاندنی سبز آسمان کے سمندر میں تیرتی ہوئی ان کے ساتھ قدم ملا کر آگے بڑھتی رہی، دشت کے پودے اور پتھر گھوڑوں اور اونٹوں کے پاؤں تلے کچلے جا رہے تھے۔ ہر طرف خاموشی تھی۔ سکوت مرگ طاری تھا۔ فاروق کے دل میں اندیشوں اور وسوسوں کا بے پایاں سمندر موجزن تھا وہ تصور میں دیکھ رہا تھا کہ گاؤں پہنچ گیا ہے۔ چھوٹے بھائی اور بہن اس کے استقبال کے لئے دوڑے آ رہے ہیں، ماں گھر کی دہلیز پر کھڑی ہے اور اسے اپنی آغوش میں لے کر اس کے بوسے لے رہی ہے پھر گھر کے اندر جا کر بیٹھتا ہے۔ بھائیوں کو پشاوری چپلی پہناتا ہے، بہن اپنے ہاتھوں سے چادر اوڑھ لیتی ہے اور وہ خود اپنی بندوق اور میگزین پر نازاں ہے۔ ایک پیارا تصور اور شعور تھا جو ایک نامعلوم احساس کی روشنی میں اس کے تھکے ماندے بدن پر ایک سرور و نشاط اور وجد طاری کر رہا تھا تاریکی گہری ہو گئی تھی، چاندنی بادلوں میں چھپ گئی تھی۔ جیسے وہ مزید انہیں دیکھنے کی قوت نہ رکھتی ہو، اندھیری رات کی گہری تاریکی میں اچانک بجلی چمکی اور پھر دشت میں ایک بھاگتی ہوئی روشنی نظر آئی۔ گھوڑے اور اونٹ سب اپنے اپنے وزن تلے منظم طور پر ایک قطار کی صورت میں آگے بڑھ رہے تھے۔ قافلے نے ابھی دشت کا نصف حصہ ہی طے کیا ہو گا جب وہ مورچہ زن روسی غلاموں کے نرغے میں آ گئے مجاہدین نے بھی فوری طور پر کھلے دشت میں مقابلہ شروع کر دیا۔ شدید لڑائی چھڑ گئی۔

مجاہدین چار دن رات کی مسلسل سفر کے تھکے ہارے جب کہ دشمن آرام سے مورچہ زن تھا۔ اگلی صبح جب سورج کی کرنیں زمین پر پھیل گئیں تو فاروق کا لہو اس کے کلاشنکوف کے راؤنڈز کے خالی خولوں اور ایک چھوٹی سی پوٹلی نے اپنے حصار میں لے لیا تھا۔

اس کے چھلنی بدن سے خون کے فوارے ابھی جاری تھے۔ اور یوں دکھائی دے رہا تھا جیسے ریت اور مٹی کے درمیان سے وہ آگے کی جانب اپنی راہ نکال رہا ہو۔

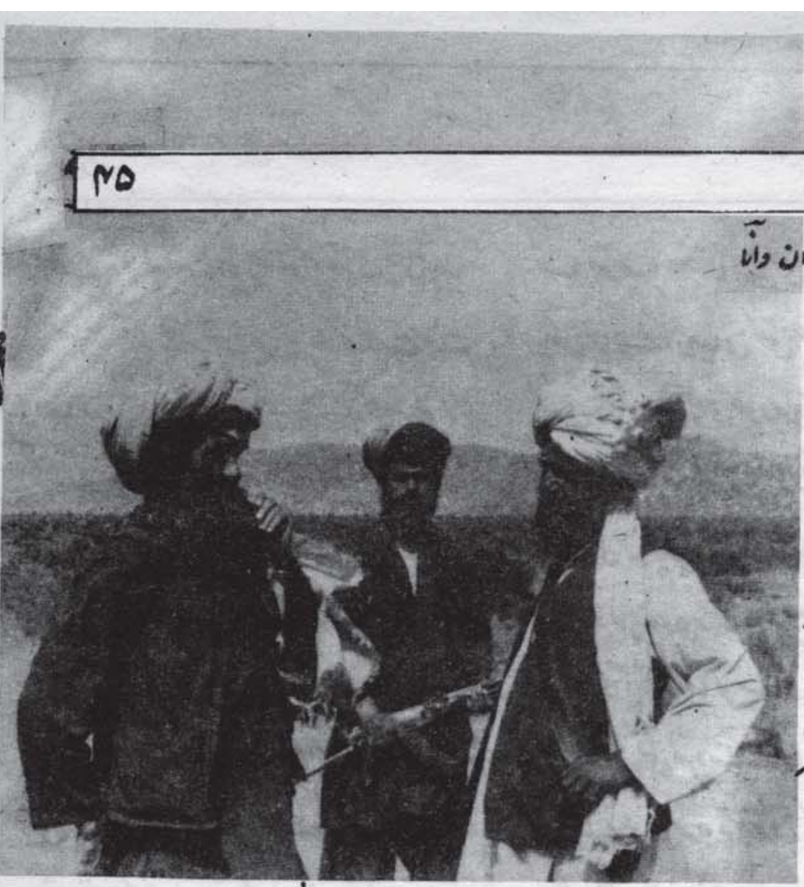

تحریر : مولانا اصلاح الدین حقانی مدرس جامعہ دارالعلوم وزیرستان وانا

شہید "لعل نما"

وزیرستان کے مایہ ناز عالم دین، جہاد افغانستان کے نامور مجاہد اور گوہر نایاب مولانا قاری لعل محمد شہید کی یاد زندگی (آخری جہان کے قلم سے)

"اجازت ہے؟"

میں نے دروازے کی طرف دیکھا۔ تو سادہ بلکہ ایک جانب سے کچھ پھٹے ہوئے کپڑوں میں ملبوس تقریباً دس سالہ بچے نے یہ الفاظ دہرائے مجھے چند لمحوں کے لئے جلالین کا درس روکنا پڑا۔ اور لڑکا اجازت ملنے پر درسگاہ کے اندر داخل ہوا۔ ایک ہاتھ میں چائے کی چائنک اور دوسرے میں ایک پلیٹ تھا۔ جس میں کیک رکھا ہوا تھا۔ میں لڑکے کو جانتا تھا اس لئے اس عنایت پر تو تعجب نہ ہوا۔ مگر اس بے وقت عنایت پر ضرور حیرت ہوئی اور پوچھا۔

"کیا ہے انور؟"

"جی ابو نے کہا تھا۔ کہ کل صبح استاد کو ضرور چائے اور کیک لاکے دے دینا"

لڑکے نے معصومیت کے ساتھ مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ جو سادگی اور بے تکلفی میں یتیم کی طرح دکھائی دیتا تھا۔ اگرچہ اس وقت وہ یتیم نہ تھا۔

میں نے بہت خوب کہہ کر اس کا شکریہ ادا کیا۔ اسے سبق پڑھنے اس کے درسگاہ بھیج دیا اور خود کتاب پڑھائی، جس کے بعد چائے پینے لگا۔

مولانا قاری لعل محمد مرحوم کئی بار میرے میزبان بن چکے تھے۔ مگر میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ کہ میں ان کی مشہور مہمان نوازی کی آخری کڑی کو ایک طویل سلسلے کے ساتھ ملا رہا ہوں۔ کیونکہ شاید اسی وقت یا اس کے تھوڑی دیر بعد ان کا بدبخت قاتل ان پہ حملہ کرنے والا تھا۔

سترہ ۱۷ نومبر ۱۹۹۰ء کی اسی صبح کو کچھ دیر بعد ہمیں خبر ملی کہ قاری صاحب مرحوم کو شہید کر دیا گیا۔ خبر بجلی بن کر گری، جس طرف بھی نظر اٹھائی۔ اترے ہوئے چہروں پر پڑی۔ اور میں سوچنے لگا۔ کیا اس جیسے شخص کا بھی کوئی دشمن ہو سکتا ہے۔ آج تک تو میں نے کسی سے اُن کی شکایت نہیں سنی وہ تو ہزاروں کا محسن تھا۔ قسامِ رزق نے ان کے ہاتھوں کتنے لوگوں کے دِن پھیرے، کتنوں کو آسائشیں اور خوشیاں ملیں، کتنوں کی ضروریات پوری ہو گئیں۔ بایں ہمہ ان کو قتل کر دیا گیا صرف انہیں نہیں قاتل نے ان تمام ضرورتمندوں بلکہ معاشرے اور انسانیت کو قتل کر دیا۔

آسمانِ جوانمردی و شجاعت کے افق کو تابناک بنانے والے اس شخص نے قیام پاکستان سے مہینہ ڈیڑھ مہینہ قبل وزیرستان کے دیہی علاقے ثمر باغ (عرف ٹھٹھی) میں ایک غریب مگر غیور گھرانے میں آنکھ کھولی

والد کا نام مہابت خان تھا، توزی خیل قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ بچپن میں گھریلو حالات سخت نامساعد رہے۔ مگر پھر بھی ہمت سے کام لے کر تحصیل علم کے لئے گھر سے نکلے، دینی علوم کے لئے کمربستگی کا واقعہ وہ خود یوں بیان فرماتے تھے۔

"میں بھیڑ بکریاں چرانے والا ایک چرواہا تھا پہاڑوں کی ویرانوں میں میرے دن گزرتے رہے لیکن وزیرستان کے بے تاج بادشاہ مولانا نور محمد صاحب مدظلہم کے بارے میں اکثر سنتا رہتا تھا۔ ایک بار جمعہ کے روز وانا کی جامع مسجد میں حاضری نصیب ہوئی، اور مولانا کی تقریر سنی، تو جمعہ کے روز میں اسی مسجد کا ہو کر رہا۔ میں مویشی کسی دوسرے کے سپرد کر کے ہر جمعہ کو مولانا کی تقریر سننے کے لئے وانا آتا، چند ماہ یہ سلسلہ جاری رہا۔ تو میں نے اپنے آپ میں بڑی تبدیلی پائی، مجھے احساس ہوا۔ کہ میں پہاڑوں کا نہیں بلکہ کتابوں کا آدمی بھی بن سکتا ہوں۔ اسی وقت تحصیل علم کا فیصلہ کیا۔ اور گھر والوں سے اجازت طلب کی۔ اجازت ملی تو میری زندگی کا پلٹی اس میدان میں آیا۔ تو علم کی لذتوں کا حقیقی احساس ہوا۔"

اسی بنا پر آپ مولانا نور محمد صاحب مدظلہم کو اپنا محسنِ اعظم سمجھتے تھے۔ وہ اکثر کہا کرتے تھے۔

"کسی بات پر مولانا نور محمد صاحب کے ساتھ میرا اختلاف بھی ہو سکتا ہے لیکن ہمارے درمیان کتنی بھی ناموافقت کیوں نہ ہو۔ میں طبعی طور پر اس محسنِ اعظم سے رنجیدہ ہونے کا تصور نہیں کر سکتا نہ ان کی رنجیدگی مجھے گوارا ہے۔"

چودہ پندرہ برس کی عمر میں انہوں نے جب دینی تعلیم کا آغاز کیا تو سب سے پہلے دارالعلوم الاسلامیہ لکی مروت میں داخلہ لیا۔ یہ ادارہ اس زمانے میں ڈیرہ ڈویژن کی منفرد دینی درسگاہ تھی۔ اپنی خداداد صلاحیتوں اور بے مثال محنت نے قاری صاحب کو فنون میں مہارت کے ساتھ ساتھ اساتذہ کا قابلِ رشک تقرب دیا اور جس طرح قاری صاحب مرحوم نے اس مادرِ علمی کے ساتھ آخر دم تک محبت و عقیدت کے تعلقات نبھائے اسی طرح اس ادارے نے بھی قاری صاحب مرحوم کو قابل افتخار سرمائے کی نظر سے دیکھا۔ یہاں پر آپ کے شفیق و مہربان اساتذہ میں حضرت مولانا فضل احمد صاحب مرحوم سابق صدر مدرس دارالعلوم الاسلامیہ لکی مروت اور حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب، مفتی و مدرس دارالعلوم الاسلامیہ کے نام سرفہرست ہیں۔

۲۲ شوال ۱۳۸۷ھ کو بیس برس کی عمر میں "دیوبند پاکستان" تشریف لے گئے۔ اور دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں داخلہ لیا۔ یہاں بھی قاری صاحب تمام اساتذہ کے پسندیدہ اور مایہ ناز شاگرد رہے۔ مگر اکابر اساتذہ کے ساتھ آپ کو خصوصی تعلق رہا، دوران تعلیم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے منظور نظر طلبہ میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ حضرت الشیخؒ اپنے گھر کے قریب جس مسجد میں نماز پڑھتے تھے اس میں قاری صاحب ہی عموماً نماز پڑھاتے تھے اور حضرت الشیخ کی خصوصی نظر، شفقتوں اور محبتوں کا اثر تھا، جس نے حضرت قاری صاحب مرحوم کی صلاحیتوں کو جلا بخشی اور علوم و فنون کے حصول کو آسان بنا دیا۔ چھ سال تک مسلسل محنت کر کے دارالعلوم میں دورۂ حدیث کی تکمیل کی، شعبان ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۹۷۳ء میں دارالعلوم حقانیہ نے ان کی جھولی بھر کر اسے فارغ کر دیا۔ مگر علم کے اس منہوم کی پیاس نہ بجھی اور برکتوں کی متلاشی طبیعت نے دورۂ تفسیر کی راہ بھی دکھلائی اس سلسلے میں سرحد کے عظیم مفسر حضرت مولانا عبدالہادی شاہ منصوری رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کیا۔ اور بعد ازاں حافظ القرآن والحدیث حضرت درخواستی دامت برکاتہم کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے جس نے سونے پر سہاگے کا کام کیا۔ اور قاری صاحب کو علوم و معارف سے کچھ ایسی نسبت پیدا ہوئی۔ کہ عظیم مدبرانہ صلاحیتوں کے حامل اس شخص نے زندگی کے جس راستے میں قدم رکھا ان کے کردار پر ہر جگہ علوم و معارف

کی چھاپ صاف دکھائی دینے لگی۔

یہی وجہ تھی کہ جب دارالعلوم وزیرستان دانا کی جانب سے تدریس کی دعوت ملی، تو سخت معاشی بدحالی میں بھی بہت تھوڑے مشاہرے پر اس کے لئے کمر باندھی اور نہایت جفاکشی سے اسے نبھایا۔

تدریس کے دوران زیادہ سے زیادہ مشاہرہ دوسو چالیس روپے تھا، حالانکہ کئی سال تک وزیرستان کی اس مشہور دینی درسگاہ میں پڑھاتے رہے اور دارالعلوم کے قابل ترین اساتذہ میں شمار کئے جاتے تھے، کسی بھی فن کی کوئی بھی کتاب سپرد کی جاتی، طلبہ آپ سے مطمئن رہتے، لیکن علم وادب سے خاص شغف رہا۔ ادب کی کتابیں نہایت شوق سے پڑھاتے۔

ان کے شاگرد اور جامعہ دارالعلوم وزیرستان کے مدرس مولانا عبدالصمد صاحب کہتے ہیں کہ آپ دیوان متنبی بہت دلکش انداز میں پڑھاتے اور درس کے بعد خوشی دکھائی دیتے تھے۔ ایسے مواقع پر ہم چائے پلانے کا تقاضا کرتے تو وہ پیسے دے کر چائے پلادیتے ہم شاذ و نادر ہی ان کی اس عنایت سے محروم رہتے۔

اسی تدریس کے زمانہ میں آپ قابل تلامذہ کا ایک سلسلہ چھوڑ گئے۔ وزیرستان کے جید ترین علما کو آپ کا شرفِ تلمذ حاصل رہا۔ جن میں سے چند اہم شخصیات کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱) حضرت مولانا عبدالصمد صاحب حال مدرس جامعہ دارالعلوم وزیرستان دانا

(۲) حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب حال خطیب مرکزی جامع مسجد اعظم ورسک

(۳) حضرت مولانا محمد عارف صاحب حال مدرس مدرسہ دارالعلوم اعظم ورسک

(۴) حضرت مولانا جان محمد صاحب حال مدرس مدرسہ اشاعت العلوم اعظم ورسک

(۵) حضرت مولانا تاج محمد صاحب حال مدرس جامعہ دارالعلوم وزیرستان دانا

چونکہ قاری صاحب کا آبائی گاؤں دانا سے کچھ فاصلے پر تھا۔ آمد و رفت میں بھی تکلیف ہوتی تھی، علاوہ ازیں اس علاقہ کے بعض حاسدین کے لئے بھی قاری صاحب کی ذات خارِ چشم بن چکی تھی۔ اس لئے ۱۹۷۸ء میں ثمر باغ سے دانا کے قریبی دیہات شیر نہ دکرٹی کوٹ۱ کو منتقل ہوگئے۔ اس کے بعد گھر یلو جھگڑوں کی طرف سے اطمینان اور تدریس کے لئے یکسوئی نصیب ہوئی، تو دوسری طرف وزیرستان کے داخلی معاملات میں کردار ادا کرنے کا موقعہ میسر آیا، چنانچہ تدریس کے ساتھ ساتھ آپ سماجی کاموں میں بھی حصہ لینے لگے۔

یہ سلسلہ جفاکشی جاری رہا کہ اسی اثناء میں افغانستان میں سُرخ انقلاب برپا ہوگیا، روسی جارحیت اور اہل اسلام پر ڈھائے جانے والے مظالم نے دلِ مؤمن میں حمیت ایمانی کو جوش دیا، حرارتِ ایمانی نے روح کو تڑپا دیا اور صاحبِ قرآن کو تلوار اٹھانی پڑی۔ تدریس سے جہاد کے شعلوں میں کود پڑے، تو ان کی شجاعت کے جوہر کھلے۔ سرگرمی کا یہ حال تھا کہ جلد ہی جہاد افغانستان کے عظیم مجاہد مولانا جلال الدین حقانی صاحب سے روابط استوار ہوئے، یہ اسی کی دہائی کی ابتدا کی بات ہے، جب قاری صاحبؒ کی عقابی نظروں نے کمانڈروں کو باور کرایا۔ کہ وہ جہاد کی ہر آزمائش پر پورا اتر سکتے ہیں، اس لئے مولانا جلال الدین حقانی صاحب کا اعتماد حاصل کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آئی اور جہاد کے نازک ترین اور زیادہ خطرناک مراحل میں قاری صاحب نے دادِ شجاعت حاصل کی، جہاد افغانستان کے بڑے معرکوں میں آپ پیش پیش رہے، جنگی تدابیر میں آپ کا بے نظیر کردار دیکھ کر مولانا یونس خالص بھی آپ کی کوششوں کے معترف ہوگئے، موصوف حربی اور انتظامی امور میں آپ کو بہت اہمیت دیتے تھے۔ دونوں مجاہد قائدین نے آپ کی صلح جوئی کی قوت سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ ناراض ساتھیوں کو منانے اور کسی بات پر قائل کرنے کے لئے قاری صاحب جس مسحور کن انداز سے تسخیر کا ملکہ رکھتے تھے اس کے سبب تنظیم کو آخر دم تک متحد رکھنے میں قاری صاحب مرکزی کردار کے حامل تھے حتیٰ کہ اُن کے ایک بہت قریبی دوست کے بقول۔

زمانۂ قریب میں قاری صاحب لڑائی میں کم اور مجاہدین کے درمیان روابط استوار کرنے اور بڑھانے میں زیادہ حصہ لیتے تھے. جہاد کے سلسلے میں ہمہ تن مصروف ہونے کے باوصف قاری صاحب مرحوم کو علمی زندگی میں کسی تشنگی کا شدت سے احساس تھا جہاد میں مشغولیت کی بنا پر ان کو علم سے تعلق پر زد پڑتا ہوا نظر آتا تھا اور اس بات کا ان کو سخت صدمہ بھی تھا. راقم الحروف سے جب بھی ملتے وہ اپنی اس لاتعلقی پر افسوس کا اظہار کرتے تھے. اور شاید اسی جذبہ حب العلم نے آپ کو جامعہ محمدیہ کرڑی کوٹ کے قیام پر مجبور کر دیا. تاکہ جہاد میں مصروفیت کے ساتھ ساتھ ضمیر کی تسکین کا کچھ مزید سامان مہیا ہو سکے، جامعہ محمدیہ کرڑی کوٹ کی دینی درسگاہ قاری صاحب کی اقامت گاہ کے نزدیک تعمیر کی گئی.

زمانۂ تاسیس کے بعد اس مدرسہ کی تعمیر و ترقی کے لئے قاری صاحب نے بساط بھر کوشش کیں. جو کسی حد تک بار آور بھی ثابت ہوئیں

قاری صاحب مرحوم معاشرتی امور میں فراستِ کاملہ کے حامل تھے، جس انداز سے آپ نے وزیرستان میں سماجی خدمات اور عامۃ الناس کی بھلائی کے لئے کام کیا. شاید ہی کوئی اس کی نظیر پیش کر سکے. مزاج شناسی میں ایسے ماہر تھے کہ جس شخص سے بھی سامنا ہوتا تھا دو تین جملوں میں اس کا دل موہ لیتے تھے. آپ کی سادگی میں کشش تھی. باتوں میں اپنائیت اور لہجے میں وہ میٹھاس تھا کہ ہر طبقہ کی مجلس میں آپ کو نمایاں حیثیت ملتی تھی، علماء ہوں، طلبہ ہوں، مجاہد ہوں اور تجار، زمیندار یا عوام کی محفل ہو، آپ بات کرتے تو سب کو متوجہ ہونا پڑتا ہر مجلس پر چھا جاتے تھے اور زور استدلال کے ساتھ ساتھ کلام سے جو خلوص ٹپکتا نظر آتا تھا اس کے سبب مخاطب کو خواہ وہ انکار کے کسی بھی درجہ پر کھڑا ہو آسانی سے قائل کر دیتے تھے. بایں ہمہ وہ خود کو گمنام رکھنے کی سعی لاحاصل بھی کرتے رہتے تھے. وسعت ظرفی کا یہ حال تھا کہ سخت سے سخت بات پر بھی ان کی طرف سے انتقام دیکھنے میں نہیں آیا بلکہ حکمت عملی سے بات کو رفع دفع کر دیتے تھے. وزیرستان کی ایک معمر مذہبی شخصیت کا بیان ہے کہ قاری صاحب مرحوم مجھ سے کسی بات میں الجھ گئے. میں نے غصہ ہو کر کہا" مینڈھے کا سا سر لئے پھرتے ہو کسی کام کے نہیں ہو. یہ سننا تھا کہ قاری صاحب ہنسنے لگے اور خوب ہنسے میں اپنے رویے پہ پشیمان ہو گیا. لیکن قاری صاحب جب رخصت ہونے لگے تو بغلگیر ہو کر مجھے کان میں کہا." ذرا وہی الفاظ ایک بار پھر دہرا دیں" اور پھر میں بھی اپنی ہنسی نہ روک سکا.

صلح جوئی میں قاری صاحب اپنی مثال آپ تھے. وزیرستان کے باغیانہ ماحول اور زبردستی کی فرمانروائی میں متحارب لوگوں کو قابو میں رکھنے کا گر جانتے تھے اور ان کو قریب تر لانے کی راہوں سے واقف تھے، کئی موقعوں پر خود آپ کو سازشوں کا نشانہ بنایا گیا. مگر حسن تدبیر سے آپ نے عداوت کو محبت میں بدل دیا، ایسے موقعوں پر آپ اپنوں اور غیروں سب پر مضبوط گرفت رکھتے تھے. بلکہ عام خیال یہی ہے کہ آپ کے قتل کی سازش کی کامیابی بھی آپ کی طبعی صلح جوئی کا شاخسانہ ہی تھا.

ذاتی طور پر قاری صاحب بہت سی خوبیوں کے مالک تھے، تقویٰ رگ رگ میں سرایت کر گئی تھی، نماز اور دوسری عبادات کے مواقع پر عجز و عبدیت کا مظاہرہ قابل دید امر تھا، معاشی طور پر خود کفیل ہونے کے سبب لالچ سے عاری تھے، بے نیازی اور استغناء کی بنا پر وزیرستان کے با اثر علماء میں شمار ہوتے تھے. لیکن شخصی پذیرائی میں جس چیز کو زیادہ اہمیت حاصل تھی. وہ آپ کی بے نظیر سخاوت تھی. خود راقم الحروف کے مشاہدے میں ابھی تک آپ جتنا سخی اور وسیع الظرف شخص علاقہ بھر میں نہیں آیا، مہمانوں کی مہمان نوازی اور خدمت میں ایسی عاجزی کے ساتھ لگے رہتے، جیسے کوئی ادنیٰ خادم ہو، اور ضیافت کے انہی لمحات میں وہ سب سے زیادہ خوش بھی دکھائی دیتے تھے. وہ دیتے تھے اور دیتے ہوئے لینے والوں کا شکریہ بھی ادا کرتے تھے علاقہ کے بہت سے غریب لوگوں کے علاوہ خوشحال قسم کے لوگوں کی بھی آپ سے بہت توقعات وابستہ تھیں اور آپ ان پر پورا بھی اترتے

تھے۔ اُن کی نماز جنازہ کے بعد شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے وزیرستان کی مشہور شخصیت مولانا نور محمد صاحب مدظلہم نے کہا

"قاری صاحب نے کسی کے ساتھ بھی ظلم نہیں کیا۔ کوئی ان کی زیادتی ثابت نہیں کر سکتا۔ اگر ان سے کسی کو شکایت تھی تو فقط یہ تھی کہ انہوں نے فلاں کو زیادہ دیا اور مجھے اس سے کم دیا۔"

دیوبند اور اکابر دیوبند سے محبت رگ و پے میں بسی ہوئی تھی۔ دارالعلوم دیوبند کے صد سالہ جشن کے موقعہ پر آپ ہندوستان گئے۔ وہاں پر اکابر کے مزاروں کی زیارت اور دیگر مشاہدات کے حالات آپ جس مزے اور اشتیاق سے بیان کرتے تھے اس سے دُرونِ دل محبت کے چشموں کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا تھا۔ اندرونِ ملک اساتذہ سے بے پناہ محبت تھی۔ لیکن شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جو عقیدت بلکہ عشق تھا وہ قابل دید و تقلید تھا، راقم الحروف کے پاس حضرت الشیخ کے درس حدیث کے دو کیسٹ تھے، اُن کا تقاضا تھا کہ وہ ضرور ان کو سنیں گے۔ میں نے کیسٹ دیتے ہوئے جب تاکید کی کہ گم نہ ہونے پائیں۔ تو انہوں نے کہا کہ اگر راستے میں مجھے طوفان بہا کر لے جائے تو کیسٹ بھی گم ہو سکتے ہیں ورنہ گم نہیں ہونگے میں نے بطور مذاق کہا کہ پھر بھی آپ کی نسبت کیسٹوں کی گمشدگی کا مجھے زیادہ صدمہ ہو گا۔ اس پر آپ خوب ہنسے اور کہا۔

"بہت خوب کہا یہ بہت قیمتی ہیں۔"

قاری صاحب مرحوم کے علم، تقویٰ، استقامت، جفاکشی، تدبر و فراست، شجاعت، اسلامی حمیت، صلح جوئی، سماجی خدمات، استغناء، سخاوت، وسعت ظرفی، مہمان نوازی، شیریں گفتار، پختگی کردار وغیرہ اوصافِ حمیدہ کو دیکھا جائے تو ان کے قتل کا کوئی داعیہ نظر نہیں آتا، لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ قاری صاحب کسی گہری سازش کا شکار ہو چکے ہیں۔ وزیرستان کے بعض لالچی اور لادین لوگ جن میں کئی مقتدر شخصیتیں بھی تھیں قاری صاحب مرحوم کو راہ سے ہٹانے کے درپے تھے، ان کے قتل کی یہ پہلی کوشش نہیں تھی۔ کئی بار پہلے بھی ان پر حملہ ہو چکا تھا۔ مگر تقدیر آڑے آئی۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ان کی مقبولیت کی لاج رکھ لی۔ اور ان کو گھر کے نزدیک ہی شہادت سے سرفراز فرما کر دائمی مقبولیت سے نوازا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ط

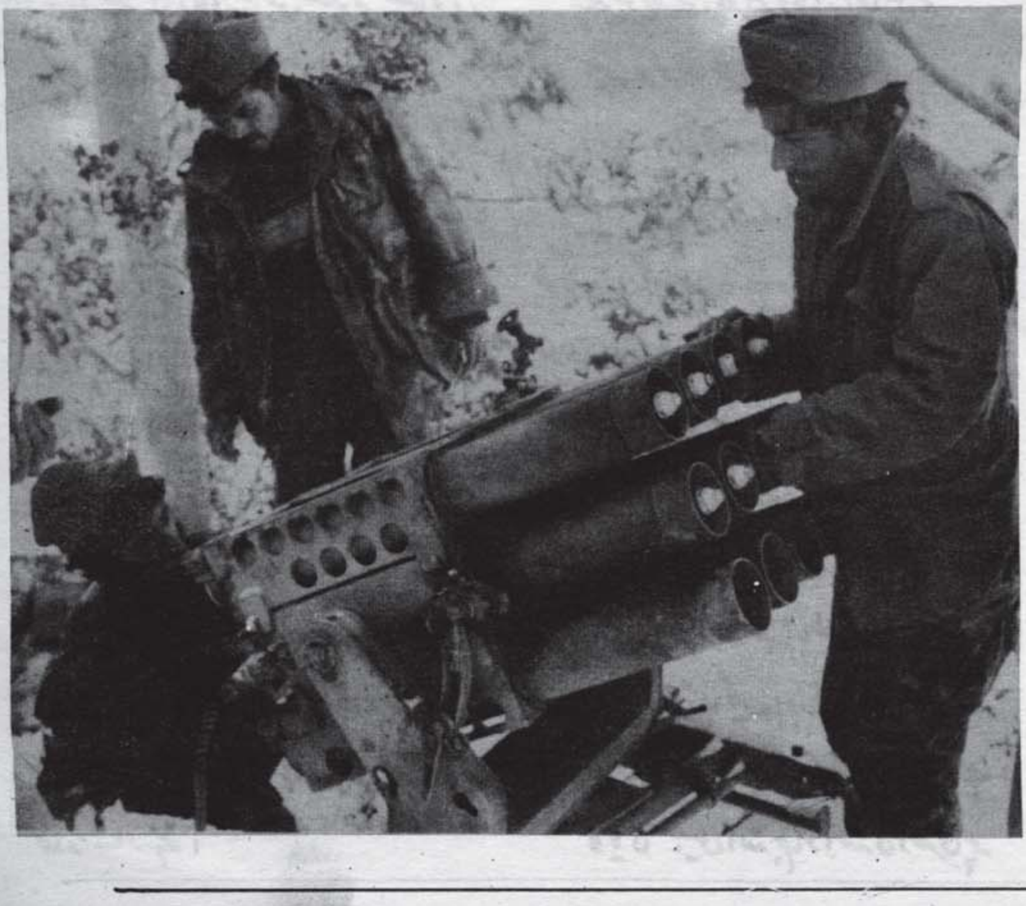

تحریر:
الحاج زاهدی احمد زئی

حکمت جہاد فی سبیل اللہ

جنگ و جہاد ایک انقلابی اقدام ہے اور ایک دور رس نظریاتی انقلاب کے لئے اس کی ضرورت ناگزیر ہے. لیکن یہ بھی محض دشمن سے تیغ آزمائی کرنے کا نام ہی نہیں. بلکہ حکمت و دانش اور تدبیر و فراست کے ہمہ پہلو استعمال کا عمل ہے. ظاہر ہے کہ جب ظالم کفر غالب اور حق کے راستے میں رکاوٹ ہو. مظلوم مسلمانوں کی دادرسی کرنے والا کوئی موجود نہ ہو اور دوسری طرف مسلمانوں کی ایک منظم اور قابل لحاظ قوت، مظلوموں کی دادرسی اور کفر پر ضرب لگا سکتی ہو تو پھر مومن پر جنگ کا عمل جہاد بن کر فرض ہو جاتا ہے. اس وقت جان بچانے کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینا سب سے بڑی سعادت قرار پاتا ہے

کیونکہ اس صورت میں جہاد ہی تمام مسائل کا حل ہوتا ہے، اور اسی صورت میں ظالم لوگوں کے ظلم سہنا اور ان کو مزید رعایت دینا کسی صورت میں درست اور جائز نہیں ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ
(البقرہ ۱۹۳)

ترجمہ: "یعنی تم ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین اللہ کے لئے ہو جائے. پھر اگر وہ باز آجائیں تو سمجھ لو کہ ظالموں کے سوا اور کسی پر دست درازی روا نہیں ہے:"

مطلب یہ کہ دین کے غلبے کے سوا دوسری جو صورت بھی موجود ہے وہی فتنہ ہے، جس کے خلاف لڑنا مسلمانوں کا فرض ہے، اور یہ لڑائی اس وقت تک مسلسل جاری رکھی جائے گی جب تک کہ اللہ تعالیٰ کے دین کا غلبہ مکمل اور سب لوگ قانونِ الٰہی کے پابند ہو جائیں، البتہ اگر کفار اور ظالم لوگ غلبۂ باطل کی کوشش و مساعی سے باز آجائیں، اور غلبۂ دین اللہ پر راضی ہو جائیں. تو پھر جنگ کی ضرورت نہیں ہے گویا فی سبیل اللہ جہاد اللہ کی دھرتی پر اللہ کے بندوں کے درمیان عدل و انصاف بھائی چارہ، امن و اخوت قائم کرنے کے لئے فرض کیا گیا ہے. اس لئے جہاد فی سبیل اللہ میں مسلمانوں کے ہاتوں میں جنگ کے دوران ان قیدیوں کے ساتھ وہ بہیمانہ سلوک نہیں ہوتا جو قبل از اسلام دورِ جاہلیت کے جنگوں میں روا رکھا جاتا تھا اور فاتحین مفتوحین کی عزت و آبرو اور جان و مال ہر شے کو پاؤں تلے روند دیتے تھے.

چنانچہ آج بھی اسی دورِ جاہلیت کا سا سلوک اسلام سے بے بہرہ اور محروم دنیا تہذیب و ترقی آزادی و جمہوریت کے حامی لوگ اور ساری دنیا کو تہذیب سکھانے کے مدعی روا رکھے ہیں، ان کے تعذیبی مراکز میں قیدیوں کے ساتھ وہی کچھ کیا جاتا رہا ہے جو قرونِ وسطٰے میں قیدیوں کے ساتھ کیا جاتا تھا.

اصل وجہ یہ ہے کہ ان کے ہاں مادی ترقی اور اخلاقی ترقی دونوں میں کوئی توازن موجود نہیں ہے اور جب مادی ترقی اخلاقی اصولوں سے بے نیاز ہو کر کی جاتی ہے تو پھر ہر ہتھیار انسانیت کو ذبح کرنے کے لئے ہی تیار ہوتا ہے. وہ کسی کا محافظ

اور پشت پناہ نہیں بن سکتا۔ روس کے سائبیریا کے سرد جہنم میں قائم شدہ قیدیوں کے جبری مشقت کے کیمپ جہاں سے انسان کی صرف ہڈیاں ہی برآمد ہوتی ہیں اور جہاں کوڑوں کی مار کے زور سے بھوکے انسانوں سے پہاڑوں اور برفستانوں میں کانیں کھود نے کا کام بلا اجرت لیا جاتا ہے۔ اسی طرح جرمنی جہاں قیدیوں کی چربی سے صابن تیار کیا گیا تھا۔ اسرائیل جہاں صیہونی درندے قیدیوں کے جسموں سے خون نچوڑ لیا کرتے ہیں اور بھارت کے ہندو فوجی قیدیوں کو بھوکا مار دیتے ہیں۔

غرض آج بھی مہذب ترین قومیں جو در حقیقت وحشی اور غیر مہذب ہیں قیدیوں کے قیدیوں کے ساتھ وحشتناک درندگی کا ایسا سلوک کرتی ہیں جس کے تصور سے بھی انسانیت کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں

لیکن اس کے برعکس اسلام نے پہلی بار جنگی قیدیوں سے حسن سلوک کی حیرت انگیز مثال قائم کی جس کی مثال نہیں ملتی یعنی یہ کہ جو قیدی یا اس کا وارث اس کا فدیہ ادا کریں وہ آزاد ہے، اور جو فدیہ ادا نہ کر سکے۔ بلا فدیہ استحساناً چھوڑ دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت رسول اکرم آقائے نامدار محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام غزوات میں ایسا ہی کیا۔

مسلمانوں کو پہلی بار جنگ بدر میں قیدی ہاتھ لگے' یہ اہل مکہ تھے جن سے بڑھ کر مسلمانوں کا کوئی دشمن نہ تھا اور جنہوں نے مسلمانوں کو ۱۳ سال تک انتہائی تکالیف دی تھیں لیکن جب وہی ظالم قیدی بنے تو مسلمان خود پیدل چلے اور ان کو مدینہ تک سواریاں مہیا کیں، خود کھجوریں کھائیں اور ان کو روٹی مہیا کی۔ جب وہ آپؐ کے پاس لائے گئے تو آپؐ نے صحابہؓ کے مشورے سے انہیں جرمانہ ادا کر کے آزاد کر دینے کا فیصلہ کیا اور جو جرمانہ ادا نہ کر سکتے تھے انہیں فی قیدی انصار کے دس بچوں کو کوئی ہنر یا لکھنا پڑھنا سکھا کر آزاد کر دینے کا فیصلہ فرمایا گیا اور جو نہ پڑھا سکتے تھے اور نہ فدیہ دے سکتے تھے انہیں یونہی رہا کر دیا گیا مسلمان ان قیدیوں کے ساتھ بھائیوں جیسا سلوک کرتے تھے کیونکہ فی سبیل اللہ جہاد صرف امن و آشتی اور وحدانیت کو قائم کرنے کے لئے فرض کر دیا گیا ہے۔

ایڈیٹر کے نام خطوط

محترم الحاج سید عبد اللہ صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' اللہ آپ کا یہ دورِ ابتلاٗ جلد از جلد ختم فرمائے۔ مجھے رسالہ حسبِ سابقِ معمول کے پتہ پر ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ تحریک اسلامی کے حوالہ سے مجھے آپ کے جہادِ اقامت دین سے بے پناہ لگاؤ ہے۔ میں نے اپنے خطبۂ جمعہ میں مجاہدین افغانستان مجاہدین فلسطین اور مجاہدین کشمیر کو مستقلاً دعائیہ کلمات میں (اللھم انصر المجاھدین فی افغانستان والفلسطین وفی الکشمیر بنصر عظیمۃ) شامل کر لیا ہے۔ میری ہمیشہ سے یہ بھی دعا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ مجاہدین کو اپنے نصب العین کے حصول کے لئے متحد ہونے کی توفیق عطا فرمائے (اس وقت تو امتِ مسلمہ کا اتحاد ناگزیر ہوگیا ہے) کفر اور لادینیت کو جس شکست کا سامنا ہے اور جس کی وجہ سے فکری نظریاتی و سیاسی اختلافات کے باوجود وہ اسلام اور نظریہ اسلام کے علمبرداروں کے خلاف متحد ہو رہے ہیں۔ اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ دنیا بھر کی اسلامی تحریکیں جو کسی نہ کسی شکل میں جہاد میں مصروف ہیں ان کے اندر یکجہتی۔ یگانگت یک رنگی۔ اتفاق اور راسخ ساخت پیار و محبت کا جذبہ موجزن ہو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے مصداق ہو للمومن للمؤمن کالبنیان یشد بعضہ بعضاً۔ اور اس طرح ایک اور ارشاد میں فرمایا۔ تری المؤمنون فی تراحمھم وتوادھم وتعاطفھم کمثلِ الجَسَد اِذاشکیٰ عضواً تداعیٰ لہ سائر الجَسَدِ بالسھر والحُمّا۔ جب تک مجاہدین اس وقت اپنے اندر یہ جذبہ نہیں

ابھاریں گے۔ ابتلاء میں طوالت ہوگی۔ اس وقت ہر گروہ کے لئے یہ ضروری اور ناگزیر ہے کہ کسی بھی محاذ پر کسی بھی گروہ کی کامیابی اپنی کامیابی سمجھے۔ نیز پورے افغانستان پر قبضہ کے لئے مل بیٹھ کر مشترکہ منصوبہ بندی کرے۔ اور تمام محاذوں کو تقسیم کرکے اور اس تقسیم کو تقسیم کار سمجھ کر زبردست وار کرے۔ انشاءاللہ ایسے میں کامیابی وکامرانی اور نصرت الٰہی مجاہدین کے قدم چومے گی والسلام

آپ کا ایک گمنام ہمدرد دینی بھائی

محبوب سبحانی خطیب جامع مسجد محلہ بنڑ منگورہ۔ سوات۔

پیارے محترم بھائی مدیر نصرت الجہاد خوش رہو

السلام علیکم !

امید ہے کہ خیریت سے ہوں گے اور خدا کرے کہ خط وکتابت کے ذریعے اسلامی انقلاب کے لئے کوشاں ہوں گے۔

پیارے بھائی میں محمد رسول رسا بٹ خیلہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ اور یہاں پر اسلامی جمعیت طلبہ بٹ خیلہ کے معتمد اور پریس سیکرٹری بھی ہوں! آپ کو شاید علم ہوگا۔ کہ اسلامی جمعیت طلبہ اور جماعت اسلامی کے جوانوں نے اول سے جہاد افغانستان میں جانی اور مالی قربانی دی ہے۔ خود میرے دو محبوب دوست امین الحق آف مالاکنڈ اور امجد حسین آف تھانی نے وہاں جاکر جام شہادت نوش کیا ہیں بذات خود کئی کئی بار افغانستان گیا ہوں۔ الغرض افغانستان سے ہماری بہت سی یادیں وابستہ ہیں۔

پیارے بھائی میں دفتر میں بیٹھا تھا کہ ہمارے ایک کارکن نے آپ کا رسالہ لائے اور مجھ سے کہا کہ رسا بھائی اس رسالے میں اسرار محمد بھائی کی تصویر ہے۔ محمد اسرار اور امین الحق میرے قریبی دوست تھے۔ جن میں امین الحق افغانستان میں شہید ہوا۔

جب میں نے رسالہ دیکھا تو بڑی خوشی ہوئی اور سوچا کہ اس میں بھی قلم کے ذریعے جہاد کا آغاز کرو۔ پیارے بھائی یہاں ہمارے دفتر کو تقریباً ہر ماہ میں ہجرت۔ مشعل۔ بیدار بنیان المرصوص وغیرہ ڈائجسٹ مفت آتے ہیں۔ کیونکہ یہ مرکزی دفتر ہے اور جب کوئی ڈائجسٹ آتا ہے تو باری باری ساتھی ان کا مطالعہ کرتے ہیں۔ کیونکہ ہم طالب علم لوگ ہیں اگر کاروباری ہوتے تو ہر ایک اپنے لئے خرید کی مانگ کرتے۔

لہٰذا آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ آئندہ کے لئے اگر آپ سے ہوسکے تو ہمارے دفتر کے پتہ پر ہر ماہ ایک رسالہ ارسال کریں اس کے علاوہ میں نے آپ کی خدمت میں ایک مضمون بھی ارسال کیا ہے۔ آپ مہربانی کرکے آئندہ شمارے میں یہ مضمون شائع کریں۔

ہم رسالہ کے ساتھ ساتھ اس مضمون کے انتظار میں رہوں گا۔ باقی اللہ تعالےٰ آپ کو آباد۔ شاد اور خوش رکھے۔ ہماری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ والسلام

آپ کا دعاگو بھائی

معتمد محمد رسول رسا اسلامی جمعیت طلبہ بٹ خیلہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ

جناب مدیر الحاج سید عبداللہ صاحب

ماہنامہ نصرت الجہاد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،۔ آپ صاحبان ہمیں جس خلوص ومحبت بھرے انداز میں رسالے ارسال کر رہے ہیں۔ توہم آپ کے بے حد مشکور ہیں آپ صاحبان نے اس دفعہ رسالے میں والسی پتہ کے بارے میں ذکر کیا تھا۔ تو آپ کو اپنا پتہ یاددہانی کے لئے ارسال کرتے ہیں اور خداوند ذوالجلال سے دست بدعا ہے کہ جہاد افغانستان جہاد فلسطین۔ جہاد کشمیر اور جملہ مسلمانان اپنے اپنے خطے میں دین الٰہی کی خاطر جدوجہد میں کامیاب وکامران ہوں اور اللہ تعالیٰ کافروں کو ذلت آمیز شکست سے دوچار کرے۔ "آمین" اور روس وامریکہ دونوں کو اپنے مذموم عزائم میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑے۔

سلطانت خان کپڑا فروش ضلع دیر۔

اخبار جہاد

محمد آغا پر قبضے کے بعد مجاہدین کی مزید پیش قدمی، پل عالم اور گردیز کی تسخیر کیلئے مجاہدین کے اقدامات

۲ر دسمبر (اڑانس افغان) کابل سے ۲۵ میل جنوب کی طرف صوبہ لوگر کے قصبے محمد آغا پر قبضہ کرنے کے بعد افغان مجاہدین دارالحکومت کابل کی طرف مزید پیش قدمی کر رہے ہیں، اطلاعات کے مطابق محمد آغا قصبے پر دوبارہ کنٹرول حاصل کرنے میں مجاہدین نے کابل دستوں کو شدید نقصان پہنچایا جبکہ بھاری مقدار میں گولہ بارود اور اسلحے پر قبضہ کر لیا گیا۔ بتایا گیا ہے کہ کابل کی طرف پیش قدمی کرنے کے ساتھ افغان مجاہدین محمد آغا قصبے کو مضبوط بیس میں تبدیل کر رہے ہیں تاکہ صوبہ لوگر کے ہیڈ کوارٹر پل عالم اور صوبہ پکتیا کے ہیڈ کوارٹر گردیز کے علاوہ خوست میں محصور دستوں کو مزاحمت کے بغیر ہتھیار ڈالنے پر مجبور کیا جا سکے۔

کابل شہر میں چھاپہ مار کاروائیوں کے دوران خاد کے دفتر اور دیگر تنصیبات پر حملے متعدد کابل فوجی ہلاک و زخمی

اطلاعات کے مطابق کابل کے شمال اور جنوب کی طرف سے باقاعدہ حملوں کے ساتھ چھاپہ مار مجاہدین کے گروپوں نے افغان دارالحکومت میں کاروائیاں کر کے خاد کا دفتر اور ایک شراب خانہ تباہ کر دیا۔

۲۹ر نومبر کی صبح کابل کے علاقے جمال مینا میں خاد کے دفتر میں بم کے دھماکے سے حکمران جماعت کے متعدد عہدے دار زخمی ہو گئے۔ اسی روز مجاہدین نے پرچم دھڑے کے دفتر پر دستی بموں سے حملہ کیا۔ جہاں دو سرکاری اہلکار ہلاک اور دیگر زخمی بتائے گئے ہیں۔ اطلاعات کے مطابق مجاہدین کے ایک اور گروپ نے شاہراہ مارکیٹ میں شراب خانہ نذر آتش کر دیا جس میں موجود حکمران جماعت کے پانچ عہدے دار بھی مارے گئے۔

ادھر شاہراہ سالانگ کی ناکہ بندی مضبوط بنانے کے لئے مجاہدین نے صوبہ پروان کے علاقے سنگین درہ میں بارودی سرنگیں نصب کر دی ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ بارودی سرنگوں کے پھٹنے سے دو فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے جو ایک سرکاری عمارت کی حفاظت کر رہے تھے یہ امر قابل ذکر ہے کہ کابل کی فوجی رسد روکنے کے لئے مجاہدین تین مقامات سے شاہراہ سالانگ پر کنٹرول حاصل کئے ہوئے ہیں۔

غزنی شہر میں خاد کا دفتر اور سرکاری عمارت تباہ، چار فوجی ہلاک تیرہ زخمی ہو گئے

کابل قندھار شاہراہ پر افغانستان کے تاریخی شہر غزنی میں مجاہدین نے خاد کے دفتر پر حملہ کرنے کے علاوہ ایک سرکاری عمارت تباہ کر دی۔ اطلاعات کے مطابق خاد کے دفتر کو راکٹوں سے نشانہ بنایا گیا۔ جہاں چار فوجی ہلاک اور تیرہ زخمی ہو گئے انہی مجاہدین نے مارٹروں سے گولہ باری کر کے ایک سرکاری عمارت ملبے کا ڈھیر بنا دی۔

صوبہ لغمان کے ہیڈکوارٹر مہترلام پر مجاہدین کا طوفانی حملہ، کٹھ پتلی انتظامیہ کا گورنر اور فوجی کمانڈر شدید زخمی ہو گئے

افغانستان کے شمال مشرقی صوبے لغمان میں مجاہدین نے صوبائی ہیڈکوارٹر مہترلام پر یلغار کر کے متعدد فوجی تنصیبات تباہ کر دیں ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ مجاہدین نے ۶ دسمبر کی صبح کمانڈر استاد عبداللہ جان اور کمانڈر غنی کی قیادت میں مہترلام پر راکٹوں سے حملہ کیا جس کے دوران کٹھ پتلی انتظامیہ کا گورنر مہتاب الدین اور فوجی کمانڈر شدید زخمی ہو گئے، اس کارروائی میں اسلحے کے ذخائر کو شدید نقصان پہنچا جب کہ متعدد کابل فوجی ہلاک اور زخمی بتائے گئے ہیں، اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے مہترلام کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ جہاں جھڑپوں کا سلسلہ جاری ہے

ادھر کابل کے جنوب کی طرف صوبہ لوگر میں مجاہدین نے محمد آغا کے علاقے میں بچے کھچے کابل فوجیوں کو مار بھگایا جو اسلحے اور گولہ بارود کی بھاری مقدار چھوڑ گئے، اس اسلحے میں پانچ راکٹ لانچرز اور دو وائرلیس سیٹ شامل ہیں

صوبہ لغمان کے ہیڈکوارٹر سے کابل دستوں کا فرار

۸ دسمبر (اے آئی اے پی) آزاد افغان صوبے کنڑ سے ملحق صوبہ لغمان کے ہیڈکوارٹر مہترلام میں تین روز قبل کی خونریز جھڑپ میں اکیس کابل فوجی ہلاک و زخمی ہو گئے جب کہ مجاہدین نے چار ٹینکوں کے علاوہ گولہ بارود کا ذخیرہ تباہ کر دیا۔

ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ تازہ لڑائی کے بعد مہترلام میں محصور فوجی دستے نواحی علاقوں کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ ادھر کابل کے مغربی محاذ وردک کی اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ صوبائی ہیڈکوارٹر میدان شہر میں کابل دستوں اور مجاہدین گولہ باری کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔

کٹھ پتلی انتظامیہ کے فوجوں کی گولہ باری میں اٹھارہ افغان شہری اور سات مجاہدین شہید ہو گئے۔ جب کہ کابل دستوں کے جانی نقصان کا علم نہیں ہو سکا۔ اطلاعات کے مطابق ۵ دسمبر کی لڑائی میں مجاہدین نے متعدد تنصیبات تباہ کر دیں۔ دریں اثناء شاہراہ سالانگ پر صوبہ پروان کے ہیڈکوارٹر چاریکار میں مجاہدین نے گشتی فوجی دستے پر حملہ کیا۔ جس کے دوران پانچ کابل فوجی ہلاک و زخمی اور دو مجاہد شہید ہو گئے۔

کابل قندھار شاہراہ پر فوجی رسد لانے کی کوشش ناکام بنادی گئی، مجاہدین کے حملے میں گیارہ کابل فوجی ہلاک و زخمی، بھاری اسلحے پر قبضہ

لندن ۶ دسمبر (اے آئی اے پی) کابل قندھار شاہراہ پر صوبہ زابل کے ہیڈکوارٹر قلات غلزئی میں مجاہدین کے محصور فوجی دستوں کو رسد پہنچانے کی کوشش ناکام بنادی، اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے جلدک اور قلات غلزئی کے درمیان فوجی قافلے کو گھیر لیا جو کچھ دیر مزاحمت کے بعد پندرہ کلاشنکوف رائفلیں اور دو گاڑیاں چھوڑ کر قندھار کی طرف نکل فرار ہو گیا بتایا گیا ہے کہ قلات غلزئی کا محاصرہ کامیابی سے جاری ہے،

صوبہ کندز میں چھاپہ مار کارروائی، بمباری سے پندرہ شہری شہید ہو گئے

۱۱ دسمبر (اے آئی اے پی) افغان مجاہدین نے گذشتہ مہینے شمالی افغان صوبے کندز میں سرکاری تنصیبات کو نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں ایک کمانڈر سمیت چار کابل فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے، اس کارروائی میں ایک ٹینک اور دیگر گاڑیاں نذر آتش کر دی گئیں، بعد ازاں کابل انتظامیہ کے بمباروں نے نواحی آبادیوں

پر انتقامی بمباری کی جس کے دوران چھ بچوں سمیت پندرہ افغان شہری شہید ہو گئے۔

کابل کے ریشش خور گریژن پر مجاہدین کا حملہ، پانامہ کے علاقے میں تین دیگر حفاظتی چوکیوں پر قبضہ کر لیا گیا

کابل کے جنوب کی طرف لالندر کے علاقے میں مجاہدین نے پانامہ کے مقام سے آگے پیش قدمی کر کے ریشش خور گریژن کو نشانہ بنایا جہاں چالیس کابلی فوجی ہلاک اور زخمی بتائے گئے ہیں۔

ذرائع نے بتایا ہے کہ ۸ دسمبر کی صبح مجاہدین نے ریشش خور گریژن پر یلغار کرنے سے قبل پانامہ درہ سے نیچے واقع تین چوکیوں پر قبضہ کر لیا اس کارروائی کے دوران حفاظتی چوکیوں میں موجود افغان فوجیوں نے مزاحمت کئے بغیر ہتھیار ڈال دیئے اور ریشش خور گریژن پر مجاہدین کے ساتھ گولہ باری میں شامل ہو گئے۔

ادھر صوبہ لوگر میں جنوبی محاذ پر مجاہدین نے کوتل سوداگر کے مقام پر کابل انتظامیہ کے فوجی ٹھکانوں پر قبضہ کر لیا جہاں ایک ٹینک تباہ اور اس کا عملہ مارا گیا۔ اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے اپازک کے علاقے میں متعدد دفاعی تنصیبات اور دو ٹینک تباہ کرنے کے علاوہ بھاری مقدار میں اسلحہ و گولہ بارود سمیٹ لیا۔ مغربی محاذ پر مجاہدین نے صوبہ وردک کے ہیڈکوارٹر میدان شہر میں دو حفاظتی چوکیاں تباہ کر دیں اس معرکے میں خاد کے اعلیٰ افسر میجر نور عالم سمیت آٹھ کابل فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے۔ جبکہ تین مجاہد شہید بتائے گئے ہیں۔

شاہراہ سالانگ بند رکھنے کیلئے مجاہدین کی کارروائی، دو ٹینکوں اور اسلحے پر قبضہ، بارہ کابل فوجی ہلاک و زخمی

۱۴ دسمبر (اثرانس افغان) شمالی افغان صوبے سمنگان میں شاہراہ سالانگ پر کنٹرول برقرار رکھنے کی کوشش میں مجاہدین نے دو مقامات پر کابل دستوں کے حملے ناکام بنا دیئے۔

اطلاعات کے مطابق سرحدی قصبے خلم کے نزدیک ایک مرکز کے مجاہدین نے بکتر بند دستے سے دو ٹینکوں پر حملہ کر کے ان کے عملے کو گرفتار کر لیا۔ ایک اور اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ مجاہدین نے حضرت سلطان کے علاقے فوجی کیمپ پر حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں وہاں موجود فوجی دستے اسلحہ اور گولہ بارود کی بھاری مقدار چھوڑ کر بھاگ نکلے، فرار ہونے والے بارہ فوجی اسلحے سمیت قابو آ گئے۔

کابل میں پل چرخی کے فوجی ہیڈکوارٹر پر مجاہدین کا حملہ، اسلحے و گولہ بارود اور چودہ گاڑیاں تباہ، متعدد فوجی مارے گئے

۱۶ دسمبر (اثرانس افغان) افغان دارالحکومت کابل میں مجاہدین نے چوتھے بکتر بند ڈویژن کے ہیڈکوارٹر پر حملہ کیا۔ جس کے دوران اسلحے و گولہ بارود کا ذخیرہ اور چودہ گاڑیاں تباہ ہو گئیں۔ مجاہدین کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ کمانڈر آغا گل کی قیادت میں مجاہدین نے دو روز قبل پل چرخی کے علاقے میں کابل فوج کے ڈویژنل ہیڈکوارٹر کو راکٹوں اور میزائلوں سے نشانہ بنایا افغان جہاد کے ہمدرد فوجیوں کے تعاون سے اس کارروائی میں متعدد کابل فوجی ہلاک اور زخمی بتائے گئے ہیں، جبکہ مجاہدین جانی نقصان سے محفوظ رہے۔

معلوم ہوا ہے کہ نجیب انتظامیہ نے اس حملے کے بعد بعض افسروں کو گرفتار کر لیا ہے جن پر مجاہدین کو اطلاعات فراہم کرنے کا شبہ کیا گیا ہے۔ ادھر جلال آباد کے علاقے کامہ میں مجاہدین نے گشتی فوجی دستے کا ایک ٹینک تباہ کر دیا، جس کا عملہ مارا گیا تیز رفتار حملے میں ہوائی فائرنگ سے ایک مجاہد شہید اور تین زخمی ہو گئے۔

صوبہ لوگر میں بابوس کے علاقے میں کابل دستوں کا فرار، متعدد فوجی ہلاک و زخمی، دس مجاہد شہید ہو گئے

۱۷ دسمبر داڑالنس افغان) کابل کے جنوب کی طرف صوبہ لوگر میں مجاہدین نے صوبائی ہیڈ کوارٹر پل عالم کے نزدیک بابوس کے علاقے سے نجیب انتظامیہ کے بکتر بند دستوں کو مار بھگایا ہے۔

جہادی ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ گذشتہ ہفتے مجاہدین نے آٹھ حفاظتی چوکیاں تباہ کرنے کے بعد بابوس کے فوجی مرکز پر حملہ کیا، جہاں خونریز جھڑپ کے بعد بکتر بند دستے بھاگ کھڑے ہوئے بتایا گیا ہے کہ فرار ہونے والے فوجیوں کو بھاری جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا۔ جب کہ دس مجاہد شہید اور بائیس زخمی ہوگئے۔

جلال آباد کے محاذ پر بکتر بند دستوں کی پسپائی، کابل فوجیوں کی کاروائی جہتر لام کو بچانے کی ناکام کوشش تھی

۱۹ دسمبر داڑالنس افغان. گذشتہ ہفتے کی مسلسل لڑائی کے بعد جلال آباد کے محاذ پر دریائے کابل کی شمالی سمت میں پیش قدمی کرنے والے نجیب انتظامیہ کے بکتر بند دستے مکمل طور پر پسپا ہو گئے ہیں۔

ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ دو روز قبل گوشتہ اور کامہ سے بھاگتے وقت کابل دستے بھاری مقدار میں اسلحہ اور گولہ بارود چھوڑ گئے۔ جس پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا۔ جنگ زدہ علاقوں کو کابل فوجیوں سے خالی کرانے کی کاروائی میں جانی نقصان کی تفصیلات نہیں بتائی گئیں تاہم معلوم ہوا ہے کہ کابل دستوں کے مقابلے میں مجاہدین کا نقصان انتہائی کم ہے بتایا گیا ہے کہ جلال آباد کے محاذ سے مجاہدین کے بڑے پیمانے پر کابل کی طرف منتقلی سے نجیب انتظامیہ کے دستوں کو خیوہ سے آگے کامہ اور گوشتہ تک پھیل جانے کا موقع ملا، لیکن مجاہدین کی تازہ کمک آنے کے بعد حملہ آور فوجی تیزی سے واپس ہو گئے۔

صوبہ ہلمند میں مجاہدین کی چھاپہ مار کاروائی، فائرنگ کے دوران تین فوجی افسر ہلاک ہو گئے

موصولہ اطلاعات کے مطابق جنوبی افغان صوبے ہلمند میں چھاپہ مار مجاہدین کے ایک گروپ نے سب ڈویژنل ہیڈ کوارٹر گرشک میں خود کار ہتھیاروں سے ایک جیپ پر فائرنگ کی جس کے نتیجے میں جیپ میں سوار تین فوجی افسر مارے گئے، تیز رفتار حملے کے بعد مجاہدین کوئی نقصان اٹھائے بغیر اپنے ٹھکانوں کی طرف نکل گئے۔

قندہار چھاؤنی پر مجاہدین کا حملہ متعدد کابل فوجی ہلاک، اسلحے کا ذخیرہ تباہ کر دیا گیا

۲۱ دسمبر داڑالنس افغان) شہری چھاپہ مار مجاہدین کے ایک گروپ نے ۱۹ دسمبر کو قندہار چھاؤنی میں فوجی تنصیبات پر حملے کئے۔ جہاں اسلحہ اور گولہ بارود کا ذخیرہ تباہ کر دیا گیا ہے، اطلاعات کے مطابق اس کاروائی میں متعدد کابل فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے، جبکہ مجاہدین نقصان سے محفوظ رہے۔

صوبہ کندز میں بمباری سے متعدد افغان شہری جان بحق، چھاپہ مار کاروائی کے دوران چار کابل فوجی مارے گئے

۲۲ دسمبر داڑالنس افغان) شمالی افغان

صوبے کندز میں کابل انتظامیہ کے طیاروں نے صوبائی ہیڈکوارٹر کے نواح میں دیہی علاقوں پر بمباری کی جہاں دو مجاہدین سمیت متعدد افغان شہری شہید ہو گئے۔ اطلاعات کے مطابق ۱۹ر دسمبر کی بمباری میں درجنوں مکانات ملبے کا ڈھیر بن گئے۔ ایک اور اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ مجاہدین نے کمانڈر حلم خان کی قیادت میں صوبہ تخار کے علاقے خواجہ غار میں حفاظتی چوکی کو نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں چار کابل فوجی مارے گئے، اس کاروائی میں مجاہدین جانی نقصان سے محفوظ رہے۔

صوبہ پکتیا میں کابل انتظامیہ کے متحارب فوجی دستوں میں تصادم ڈاکٹر نجیب کے آبائی علاقے اور دیگر فوجی ٹھکانوں پر مجاہدین کے حملے

۲۴ر دسمبر (اے ایس افغان) افغان صوبے پکتیا میں کابل انتظامیہ کے متحارب فوجی دستوں کے درمیان تصادم میں متعدد فوجی زخمی ہو گئے۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ مجاہدین کے ایک گروپ نے ۲۱ر دسمبر کو صوبائی ہیڈکوارٹر گردیز کے شمال میں ردد کے مقام حفاظتی چوکی پر حملہ کیا جہاں متعدد فوجی ہلاک اور زخمی بتائے گئے ہیں، چھاپہ مار کاروائی کے بعد حفاظتی چوکی کے کمانڈروں میرزا خان اور بہرام کے دستوں نے ایک دوسرے پر فائرنگ کر دی۔ اسی علاقے میں مجاہدین کی نصب کردہ بارودی سرنگ پھٹنے سے ایک جیپ تباہ ہوگئی جس میں سوار دو فوجی افسر اور ان کے محافظ مارے گئے۔ گشتی دستے نے بعد ازاں مجاہدین کے مورچوں کو نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں ایک مجاہد آدم خان شہید اور دو زخمی ہو گئے۔ بتایا گیا ہے کہ مجاہدین نے ڈاکٹر نجیب کے آبائی گاؤں سید کرم کے نزدیک حفاظتی چوکیوں پر یلغار کی تاہم وہاں کے نقصانات کا علم نہیں ہو سکا۔

صوبہ پکتیا میں مجاہدین کی چھاپہ مار کاروائی پانچ کابل فوجی ہلاک، گولہ بارود کا ذخیرہ تباہ کر دیا گیا

مجاہدین کے ایک گروپ نے گذشتہ ہفتے صوبہ پکتیا میں چنارگی کے مقام فوجی ٹھکانوں پر حملہ کیا۔ جہاں پانچ کابل فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے۔ اس کاروائی میں گولہ بارود کا ذخیرہ اور ایک گاڑی تباہ کر دی گئی۔ تیز رفتار حملے کے دوران مجاہدین نقصان اٹھائے بغیر اپنے ٹھکانوں کی طرف نکل گئے۔

جلال آباد کے محاذ پر مجاہدین کی کاروائیاں

۲۳ر دسمبر (اے ایس افغان) جلال آباد کے محاذ پر گوشتہ اور کامہ کے علاقوں سے کابل دستوں کی پسپائی کے بعد مجاہدین جلال آباد کے اہم مقام بہسود کی طرف بڑھ رہے ہیں اطلاعات کے مطابق اس کاروائی کا مقصد دریائے کابل پر پل سے کابل دستوں کو نکالنا ہے، جہاں سے نجیب انتظامیہ کے فوجی مجاہدین پر حملے کرتے ہیں۔

غزنی کے ہوائی اڈے اور دیگر تنصیبات پر مجاہدین کے حملے، ایئرپورٹ کاراڈار معطل، دس فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے

افغانستان کے تاریخی شہر غزنی میں مجاہدین نے ۲۷ر دسمبر کو ہوائی اڈے اور دفاعی تنصیبات پر حملے کئے۔ جہاں دس کابل فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔ کمانڈر فقیر محمد خان کی قیادت میں مجاہدین نے غزنی کے نواح میں خواجہ احمد اور قلعہ آدم کے مقام فوجی ٹھکانوں پر حملہ کر کے دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچائے۔

قافلۂ راہِ حق کے شہداء

شہید سنگین

جناب گلاب کے فرزند شہید سنگین نے ۱۹۶۵ء میں صوبہ پکتیا کے سب ڈویژن خوست کے ایک نواحی گاؤں کے ایک دیندار وطن دوست اور متقی گھرانے میں آنکھ کھولی وہ "کوچی" قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ بچپن ہی سے صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ خاندانی نیک تربیت کی وجہ سے وہ اسلام کے شیدائی تھے۔ ۱۹۷۸ء میں جب افغانستان میں روسی مزدوروں کے ذریعے نام نہاد "انقلاب ثور" رونما ہوا اور افغان مسلمان عوام روسی ایجنٹوں کے ظلم وتشدد کا نشانہ بنے، تو جناب سنگین نے اپنے خاندان سمیت ہجرت کا راستہ اختیار کیا۔ ہمسایہ برادر اسلامی ملک پاکستان میں پناہ حاصل کی۔

پاکستان میں تھوڑی ہی مدت گزارنے کے بعد جہادی مورچہ کا رخ کر کے کمانڈر زر کوچی کی قیادت میں اپنے دیگر مجاہد بھائیوں کے شانہ بشانہ روسی افواج اور ان کے مزدوروں کے خلاف مسلح جہاد کا آغاز کیا، ہر محاذ پر بے جگری سے لڑے اور دشمن کے پلید بدن پر کاری ضرب لگائی۔

آخر کار ۱۹۸۹ء میں علیشیرو نامی علاقہ میں جام شہادت نوش کر کے اللہ کو پیارے ہو گئے۔

شہید خانگی!

شہید خانگی ولد افریدی صوبہ پکتیا کے سب ڈویژن وازہ خواہ کے ایک مسلمان اور دین دوست گھرانے میں متولد ہوئے وہ قومیت کے لحاظ سے "کوچی" تھے۔ دشمن سے ایک خونریز جھڑپ کے دوران شدید زخمی ہوئے اور آخر کار زخموں کی تاب نہ لا کر شہادت کے اعلیٰ و ارفع مقام پر فائز ہوئے۔

نعت

اختر حسین شیخ

سدا صحرا نشیں کی بات ہو گی،
فلک پر بھی زمیں کی بات ہو گی

جہاں ہو ذکر ان کے آستاں کا
وہاں میری جبیں کی بات ہو گی

رہی ظرفِ سماعت سے جو باہر
وہ کیا عرشِ بریں کی بات ہو گی

تصوّر جس کا ہے افضل عبادت
اُسی نورِ مّبیں کی بات ہو گی

نہیں گر دل نشیں ذکرِ پیمبر
تو پھر کِس دل نشیں کی بات ہو گی

صحیفوں کی فصاحت جس پہ نازاں
وہ ختمُ المرسلیںؐ کی بات ہو گی

رہی جو نور کے ہالے میں اختؔر
نگاہِ نورِ بیں کی بات ہو گی

ہمارے نڈر اور جیالے مجاہدین اب ہر قسم ماڈرن اسلحہ کی تربیت حاصل کر چکے ہیں!

سلمان فارسیؓ فرنٹ کے مسلح مجاھدین فوجی مشق کر رہے ہیں!